تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار   لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم   ۲۷ اگست تا ۲ ستمبر ۱۹۹۸ء   مدیر : حافظ عاکف سعید

دعوتِ حق کی مخالفت — ایک ناگزیر امر

حق کی دعوت خواہ کتنے ہی خلوص اور بے نفسی سے دی جائے اس کی مخالفت اور مزاحمت ضرور کی جائے گی‘ خواہ اس دعوت کے پیش کرنے والے ایسے لوگ ہی کیوں نہ ہوں جن کی نیتوں پر شک نہ کیا جا سکتا ہو۔ اس کا اس سے بڑھ کر اور ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ جنہیں ان کے کٹر دشمن اور ان کے خون کے پیاسے بھی ”الصادق“ اور ”الامین“ کہتے تھے‘ جن کی شخصیت پر کوئی داغ نہ دکھا سکا اور جن کے کردار پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکا‘ انہیں بھی شدید مخالفت بلکہ اس سے بڑھ کر مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپؐ کے قریب ترین اعزہ آپؐ کی جان کے درپے ہوئے۔ ابولہب جیسا قریبی رشتہ دار آپؐ کا دشمن بن گیا۔ اس کی بیوی نے آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھائے اور اس کے باوجود کہ آپؐ قرشی النسل تھے‘ قریش کا پورا قبیلہ آپؐ کا دشمن بنا رہا۔

معلوم ہوا کہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ کوئی دعوت واقعتاً حق کی ہو اور باطل اس کی راہ میں مزاحم نہ ہو۔ باطل کبھی بھی حق کے وجود کو گوارا نہیں کرے گا۔ اس کے باطل ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ حق کا راستہ روکے‘ حق کے راستے میں موانع و مشکلات پیدا کرے۔ یہ دو اور دو چار کی طرح کا وہ اصول ہے جس میں کہیں کوئی استثناء نہیں۔ اگر محمد عربی ﷺ کیلئے استثناء نہ ہو اور آپؐ کو اپنے جسم مبارک پر پتھراؤ جھیلنا پڑا‘ اپنے دندان مبارک شہید کرانے پڑے‘ اپنے جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانوں کا ہدیہ بارگاہ ربانی میں پیش کرنا پڑا‘ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جیسے قیمتی ساتھی اور حضرت حمزہ بن عبدالمطلب جیسے محبوب چچا‘ خالہ زاد‘ دودھ شریک بھائی اور ساتھ کے کھیلتے ہوئے ہمجولی کی لاشیں اگر نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس حال میں آئی ہیں کہ ناک کٹی ہوئی ہے‘ کان کاٹ لئے گئے ہیں‘ پیٹ چاک اور کلیجے کو چبا لیا گیا ہے تو کیسے ممکن ہے کہ کسی دوسرے کیلئے یہ اٹل قانون توڑا جا سکے۔ لہٰذا مخالفت‘ مخاصمت‘ موانع و مشکلات اور آزمائشیں اس راہ کے سنگ ہائے میل ہیں۔ مخاطبین‘ جنہیں حق کی دعوت دی جا رہی ہو ان کی طرف سے استہزاء‘ تمسخر اور مخالفت بھی ہو گی اور ایذا رسانی بھی! وہ جان لینے کے درپے بھی ہوں گے اور گھر سے نکال باہر بھی کریں گے۔

(ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے مرتب کردہ مطالعہ قرآن حکیم کے منتخب نصاب سے ایک اقتباس)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

عاکف سعید

آخری سہارا!

وطن عزیز میں موسم کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ سیاسی رُت میں بھی تغیرو تبدل کے آثار نمایاں ہیں۔ تبدیلی کی ہوا میں تیزی اور شدت صاف محسوس کی جاسکتی ہے۔ بھاری مینڈیٹ خود اپنے ہی بوجھ تلے سسکتا دکھائی دیتا ہے۔ وہ حکومت جو صرف تین ماہ قبل ۲۸ مئی کے ایٹمی دھماکے کے بعد سیاسی طور پر نہایت مستحکم اور مضبوط و توانا نظر آتی تھی اور جس سے ٹکر لینا خود پاش پاش ہونے کے مترادف سمجھا جاتا تھا' آج سیاسی اعتبار سے شدید ضعف و نقاہت کا شکار ہے —— میاں نواز شریف کو بر سر اقتدار آئے ابھی جمعہ جمعہ آٹھ ہی دن ہوئے ہیں۔ گزشتہ سال فروری کے انتخابات میں مسلم لیگ کی بے مثال کامیابی پر ملک بھر میں جشن کا سماں تھا۔ پیپلز پارٹی کی ذلت آمیز شکست پر اہل پاکستان کی ایک عظیم اکثریت نے سکھ کا سانس لیا کہ اس کے سابقہ دور حکومت میں لوٹ مار کے تمام سابقہ ریکارڈ ٹوٹ گئے تھے اور بے نظیر حکومت کا مزید ملک و قوم پر مسلط رہنا لوگوں کیلئے اعصاب شکن ثابت ہو رہا تھا۔ اس تناظر میں عوام نے کھلے دل کے ساتھ نواز شریف کی حکومت کا خیر مقدم کیا اور لاتعداد نیک اور خوشنما توقعات حکومت سے وابستہ کر لیں۔ میاں نواز شریف نے بھی قومی اسمبلی میں اپنی "بروٹ میجارٹی" پر اکتفا نہیں کی' بلکہ اپنے اقتدار کو مزید استحکام بخشنے اور اسے ناقابل شکست بنانے کیلئے دستور پاکستان میں پے بہ پے دو ترامیم کے ذریعے نہ صرف یہ کہ صدر پاکستان کے خصوصی اختیارات جو آٹھویں ترمیم کے نتیجے میں انہیں حاصل تھے' سلب کر کے ان کا وہ ڈنک ہمیشہ کے لئے نکال دیا جو کسی وقت ان کی حکومت کے خطرہ بن سکتا تھا بلکہ ارکان اسمبلی کے بھی پر کاٹ کر انہیں "ربڑ سٹمپ" بنا دیا۔ اپوزیشن تو اوّل روز سے نہایت کمزور و ناتواں تھی ہی' للذا میاں نواز شریف بلا شرکت غیرے ملک کے سیاہ و سفید کے مالک بن گئے۔

توقع یہ تھی کہ "عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا" کے مصداق وطن عزیز میں سالہا سال سے جاری سیاسی عدم استحکام کو اب استحکام نصیب ہو جائے گا اور دم توڑتی ہوئی ملکی معیشت کو سانس لینا نصیب ہو گا اور وہ از سر نو ٹھوس بنیادوں پر استوار کی جاسکے گی۔ عوام کو یہ حسن ظن بھی تھا کہ نئی حکومت مہنگائی کے جن کو واپس بوتل میں بند کرنے اور بڑھتی ہوئی دہشت گردی کو کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو جائے گی —— مگر افسوس کہ یہ ساری توقعات نقش بر آب ثابت ہوئیں۔ حکمران طبقے کی حد سے بڑھی ہوئی خود اعتمادی' اہم ملکی امور میں مشورہ نہ کرنے کی عادت' غلط اور نامناسب فیصلوں اور سب سے بڑھ کر اللہ کے دامن کو تھامنے کی بجائے دائیں بائیں سے سہارے تلاش کرنے کی کوشش کے نتیجے میں ہر آنے والا دن نواز شریف حکومت کے لئے عوامی حمایت میں کمی کا پیغام لایا —— گزشتہ ڈیڑھ سال کے دوران متعدد بار موجودہ حکومت کو مختلف اعتبار سے جھٹکے لگے اور وہ عدم استحکام کا شکار ہوئی۔ کبھی آٹے کے بحران کے حوالے سے' کبھی چیف جسٹس کے ساتھ ناروا طور پر سینگ پھنسانے کے نتیجے میں اور کبھی حکومت مخالف سیاسی اتحادوں کی تشکیل اور ان کی ریلیوں کے حوالے سے' لیکن تین ماہ قبل شدید ترین عوامی دباؤ کے مقابلے میں امریکہ کے شدید دباؤ کو مسترد کرتے ہوئے ایٹمی دھماکہ کرنے کا جرأت مندانہ فیصلہ میاں نواز شریف کے لئے سیاسی اعتبار سے نہایت مبارک ثابت ہوا اور ان کا عوامی مقبولیت کا گرتا ہوا گراف یکلخت انتہائی بلندیوں کو چھونے لگا اور موجودہ حکومت ایک بار پھر ایک ناقابل شکست قوت کے روپ میں ابھر کر سامنے آئی —— غور طلب بات یہ ہے کہ پھر تین ماہ کے اندر اندر یہ عوامی حمایت اور مقبولیت عرش سے گر کر فرش تک کیوں آگئی؟ آج ہر جانب سے نواز شریف سے استعفے کا مطالبہ ہو رہا ہے۔ قبل ازیں کالاباغ ڈیم کے حوالے سے تینوں چھوٹے صوبے پنجاب اور مرکزی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کا اعلان کر چکے ہیں۔ پچھلے دنوں ایم کیو ایم نے حکومت سے علیحدگی کا اعلان کر کے سندھ میں حکومت کو شدید سیاسی ضعف سے دوچار کیا اور اب افغانستان پر کروز میزائلوں کے ذریعے امریکی حملے کے ضمن میں حکومت کے متضاد بیانات کے حوالے سے استعفا کا مطالبہ زور پکڑتا دکھائی دیتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا یہ ایٹمی دھماکہ کرنے اور امریکی دباؤ کو خاطر میں نہ لانے کی سزا ہے جو نواز شریف حکومت کو ملی ہے یا یہ کہ بر سر اقتدار طبقے کی اپنی نااہلی' ناقص حکمت عملی اور غلط فیصلوں کا نتیجہ ہے کہ جو اس صورت میں سامنے آیا ہے —— ہم حکومت کی نااہلی اور ناقص حکمت عملی کو خارج از امکان قرار نہیں دیتے' لیکن ہمارے نزدیک اس مخدوش صورتحال کا اصل سبب یہ ہے کہ عالمی دباؤ کو مسترد کرتے ہوئے ایٹمی دھماکے کا فیصلہ کرنا فی الحقیقت عالمی طاقتوں کے سے ٹکر لینے کے مترادف تھا۔ ان قوتوں سے مقابلے کے لئے ضروری تھا کہ حکومت کائنات کی عظیم ترین طاقت یعنی اللہ کا سہارا اور اس کی نصرت و تائید حاصل کرتی جس کا واحد راستہ یہ تھا کہ ملک سے سودی نظام کے خاتمے کا اعلان اور دستور میں قرآن و سنت کی بالادستی کے لئے ضروری ترمیم کر کے دستور پاکستان کو منافقت سے پاک اور صحیح معنوں میں اسلامی دستور بنایا جاتا —— امیر تنظیم اسلامی نے ایٹمی دھماکے کے دو ہی روز بعد جس اخباری اشتہار کے ذریعے میاں نواز شریف صاحب سے "دینی دھماکہ" کرنے کا مطالبہ کیا تھا اس میں دینی دھماکہ کرنے سے گریز کرنے کے نتیجے اور انجام سے بھی متنبہ کر دیا تھا۔ لیکن افسوس کہ امیر تنظیم اسلامی اور بعض دیگر زعمائے ملت کے بار بار توجہ دلانے کے باوجود حکومت نے اس معاملے میں مسلسل لیت و لعل کی روش جاری رکھی' نتیجہ سب کے سامنے ہے —— اس صورتحال میں میاں نواز شریف کے لئے اصلاح اور بہتری کا واحد راستہ وہی ہے جس کی نشاندہی امیر تنظیم اسلامی بار بار کر چکے ہیں۔ شنید ہے کہ حکومت نے قومی اسمبلی میں قرآن و سنت کی بالادستی کے حوالے سے ترمیمی بل لانے کے لئے سنجیدہ کوشش کا آغاز کر دیا ہے۔ اگرچہ یہ قدم "بعد از خرابی بسیار" اٹھایا جا رہا ہے لیکن ہم ہر حال میں اس کا خیر مقدم کریں گے۔ میاں نواز شریف اگر اب بھی ان اقدامات کے ذریعے اللہ کا دامن تھام لیں تو ان کی دنیا اور آخرت دونوں سنور سکتے ہیں' بصورت دیگر اشخاص کا بر سر اقتدار آنا یا محروم ہونا اتنا اہم نہیں ہوتا' ملک و قوم کا مستقبل زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے اور پاکستان کا مستقبل بہرطور اسلام کے ساتھ وابستہ ہے! OO

میں خدا کا واسطہ دے کر میاں نواز شریف سے اپیل کرتا ہوں کہ....

سلطنت خداداد پاکستان میں اللہ کے دین کو قائم و نافذ نہ کرنا اللہ اور رسولؐ کے ساتھ خیانت کے مترادف ہے

قرآن و سنت کو سپریم لاء بنانے اور سودی نظام کے خاتمے کے حوالے سے نواز شریف مسلسل وعدہ خلافی کے مرتکب ہو رہے ہیں

سودی نظام کے خاتمے کی بجائے سود اور جوئے کو مزید تقویت اور فروغ دینا تشویشناک ہے

مزار شریف کی فتح ایک معجزہ اور مشیت خداوندی کا خصوصی مظہر ہے

مسجد دار السلام باغ جناح میں ۱۴/ اگست ۹۸ء کو امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مد ظلہ کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(مرتب : نعیم اختر عدنان)

خطبۂ مسنونہ، تلاوت آیات اور ادعیۂ ماثورہ کے بعد فرمایا :

آج چودہ اگست ہے اور حسن اتفاق سے جمعۃ المبارک بھی ہے۔ آج سے اکیاون برس پہلے جب پاکستان عالم واقع میں ظہور پذیر ہوا، اس روز بھی جمعۃ المبارک تھا۔ گویا آج پاکستان کا ۵۲ واں یوم استقلال اور ۵۱ ویں سالگرہ ہے۔ سورۃ انفال کی آیات ۲۳ تا ۲۸ کے حوالہ سے متعدد بار اس مسجد میں تذکیر و نصیحت ہو چکی ہے تاہم پیہم اور مسلسل تذکیر کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ قرآن مجید کی بار بار تلاوت اور نماز کا پنج گانہ نظام بھی اسی تذکیر و یاد دہانی ہی کا اہم ذریعہ ہیں۔ چنانچہ یوم پاکستان کی مناسبت سے آج بھی "تذکیر" کی کوشش پیش نظر ہے۔

ان آیات میں سے درمیانی آیت مبارکہ میں حیران کن حد تک قیام پاکستان کے اسباب و علل کو اس طرح جامعیت سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ آیات قیام پاکستان کے پس منظر پر پورے طور پر صادق آتی ہیں۔ فرمایا گیا :

﴿ وَاذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ ﴾ یعنی "وہ وقت یاد کرو جب تم اقلیت میں تھے، زمین میں مغلوب پڑے تھے، تمہیں اندیشہ تھا کہ لوگ تمہیں اچک لیں گے۔" مکہ میں بھی مسلمان تعداد میں کم تھے اور کفار و مشرکین کی اکثریت تھی جبکہ ہندوستان میں بھی مسلمان اقلیت میں تھے جبکہ ہندوؤں کو غالب اور فیصلہ کن اکثریت حاصل تھی۔ اسی اقلیت اور اکثریت کے جھگڑے کی بنیاد پر ہی ہندوستان تقسیم ہوا۔ تعلیم، ملازمت، کاروبار، تجارت اور تنظیمی اعتبار سے ہندو، مسلمان سے بہت آگے تھا۔ مسلمانوں کو نہ صرف دوبارہ ہندو بنانے کی تحریک شروع ہو چکی تھی بلکہ معاشی میدان میں بھی مسلمانوں کا بدترین استحصال کیا جا رہا تھا۔ انہی حالات کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ہندوستان ایک وحدت کی حیثیت سے آزاد ہو گیا تو جمہوری طرز حکومت کی وجہ سے

فیصلہ کن قوت ہندوؤں کے ہاتھ میں چلی جائے گی جس کے نتیجے میں مسلمانوں کو ہر سطح پر دبا کر بے حیثیت کر دیا جائے گا بلکہ مسلمانوں کی تہذیب، زبان، کلچر اور یہاں تک کہ مذہب کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ قیام پاکستان کے وقت بھی راجستھان اور دہلی کے آس پاس کا علاقہ، جس میں میو قوم آباد ہے علی گڑھ سے یوپی تک مغربی حصے میں بڑی تیزی کے ساتھ مسلمانوں کو ہندو بنانے کی تحریک جاری تھی۔ ایک "convertion" تو تبدیلی مذہب کی ہے جبکہ دوسری convertion تہذیبی حوالے سے ہو رہی تھی۔

تعلیم یافتہ مسلمان گھرانوں کی مسلمان لڑکیاں ہندوؤں سے شادی کر رہی تھیں۔ اسی طرح مسلمان لڑکے ہندو لڑکیوں سے شادی کر رہے تھے۔ یہ بھی تبدیلی مذہب ہی کی ایک شکل تھی جس کے نتیجے میں مسلمان ہندو ثقافت اور تہذیب میں مدغم ہو رہے تھے چنانچہ مسلمانوں کو اندیشہ تھا کہ اگر ہندوستان ایک ملک کی حیثیت سے آزاد ہو گیا تو ہندو ہمارا تشخص ختم کر دے گا۔

ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی دستگیری فرمائی چنانچہ فرمایا : ﴿ فَاٰوٰكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾۔ جیسے مکہ کے مہاجرین کے لئے مدینہ کا شہر پناہ گاہ بن گیا تھا ویسے ہی ۵۱ سال پہلے برصغیر کے مسلمانوں کے لئے مغربی اور مشرقی پاکستان پناہ گاہ بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے قیام پاکستان کے لئے ہماری خاص طریقے سے نصرت فرمائی اور ہمیں بے پناہ معاشی خوشحالی عطا فرما دی۔ قیام پاکستان کے بعد اللہ تعالیٰ کا مسلسل فضل اور نصرت خصوصی ہمیں حاصل رہی۔ یہ سب کچھ اسی لئے عطا فرمایا گیا تھا کہ ہم ان نعمتوں کا شکر کریں، جبکہ نعمت کا حق ادا کرنے کا نام شکر ہے۔ پاکستان کی شکل میں مملکت خداداد کا حق شکر یہ ہے کہ یہاں اللہ کے دین کو قائم کیا جائے اس لئے کہ یہ ملک اللہ سے وعدے کر کے اور اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ خلافت راشدہ کا نظام قائم کرنے کے لئے اس ملک کا قیام عمل میں آیا تھا، اسے اسلام کے اصول حریت و اخوت اور مساوات کا عملی نمونہ بنانے کا عہد کیا گیا تھا۔ دورِ ملوکیت کے پردوں کو ہٹا کر اصل اسلام دنیا کے سامنے لانا اس مملکت کے قیام کا مقصد تھا۔ اسی مقصد کی طرف قائداعظم نے اپنے آخری کلمات میں فرمایا : "تم جانتے ہو جب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ پاکستان بن چکا ہے تو میری روح کو کس قدر اطمینان ہوتا ہے۔ یہ مشکل کام تھا اور میں اکیلا اسے کبھی نہ کر سکتا تھا۔ میرا ایمان ہے کہ یہ رسول خداؐ کا روحانی فیض ہے کہ پاکستان وجود میں آیا۔ اب یہ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اسے خلافت راشدہ کا نمونہ بنائیں تاکہ خدا اپنا وعدہ پورا

کرے اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت دے۔ پاکستان میں سب کچھ ہے اس کی پہاڑیوں' ریگستانوں اور میدانوں میں نباتات بھی ہیں اور معدنیات بھی۔ انہیں تسخیر کرنا پاکستانی قوم کا فرض ہے۔ قومیں نیک نیتی' دیانت داری' اچھے اعمال اور نظم و ضبط سے بنتی ہیں اور اخلاقی برائیوں' منافقت' زر پرستی اور خود پسندی سے تباہ ہو جاتی ہیں"۔

(بحوالہ روزنامہ جنگ ۱۱ ستمبر ۱۹۸۸ء)..... قائداعظم وہ شخص ہیں جن کا نہ کوئی پختہ مذہبی پس منظر تھا اور نہ انہوں نے مذہب کا لبادہ اوڑھنا پسند کیا' لیکن اس کے باوجود دین و مذہب سے ان کا گہرا رشتہ قائم تھا۔ قائداعظم کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سورۂ نور کی آیت ۵۵ ان کے ذہن میں تھی' جس میں ارشاد ہوا: ﴿وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ...﴾ "اے مسلمانو! تم میں سے جو لوگ بھی ایمان اور عمل صالح کا حق ادا کر دیں گے اللہ کا ان سے پختہ وعدہ ہے کہ انہیں زمین میں خلافت عطا کرے گا"۔ اگر اس مملکت خداداد پاکستان میں خلافت راشدہ کا عملی نمونہ قائم ہو جائے تو دنیا اس کی طرف دیوانہ وار دوڑے گی۔ اس لئے کہ انسانیت تو ایک معتدل اور عادلانہ نظام کی تلاش میں ہے' ایسا نظام جس میں آزادی' مساوات اور اخوت بھی ہو۔ ایک ایسا نظام جس میں تمام اعلیٰ اقدار ایک توازن کے ساتھ موجود ہوں صرف اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ نظام ہی ہو سکتا ہے۔ ایسے نظام کی ایک جھلک اگر عملی طور پر نظر آ جائے تو انسانیت لازماً اس کی طرف لپکے گی۔

اگلی آیت میں فرمایا گیا کہ "اے اہل ایمان' اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت مت کرو"۔ لہٰذا پہلا کام تو یہ ہے کہ اللہ کی اس امانت کو جو ہر فرد نوع بشر کے اندر ہے وہ اس کی حفاظت کرے' اس روح ربانی کو اپنی سفلی خواہشات میں دفن نہ کرے کہ یہ بھی ایک خیانت ہے۔ اسی طرح یہ ارض پاکستان بھی ہمارے پاس اللہ اور رسولؐ کی ایک امانت ہی ہے۔ اسی لئے تو اسے سلطنت خداداد پاکستان کہا جاتا ہے۔ اس سرزمین میں اللہ کے دین کو قائم و نافذ نہ کرنا اور باطل نظام کو برقرار رکھنا وہ بدترین خیانت ہے جس کی سزا پوری قوم بھگت رہی ہے۔

مذکورہ بالا آیات سے متصلاً قبل آیات میں فرمایا گیا "اے اہل ایمان اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہو جبکہ وہ تمہیں اس چیز کی طرف پکار رہے ہیں جس سے تمہیں زندگی میسر آئے گی"۔ تاویل خاص کے اعتبار سے اس آیات پر غور کیا جائے تو یہاں غزوہ بدر کے حالات کا تذکرہ ہے۔ یہ وہ دور ہے جب غلبہ دین کی نبوی جدوجہد قتال کے مرحلے میں داخل ہو رہی تھی' جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول اہل ایمان کو پکار رہے تھے کہ اللہ کی راہ میں جانوں کی قربانی دو تاکہ تم حیات ابدی سے ہمکنار ہو سکو! اس وقت کی دعوت نبویؐ تدریجی مراحل طے کرتے ہوئے اپنی کامیابی کی ابتدائی منزل تک پہنچ گئی تھی اور چند سالوں کے اندر اندر پورے جزیرہ نمائے عرب پر اللہ کا دین غالب ہو گیا۔ مگر بعثت نبویؐ کا تکمیلی مرحلہ تو ابھی باقی ہے ؎

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

گویا یہی پکار اب بھی ہر بندۂ مومن کے سامنے موجود ہے کہ وہ اپنی تمام صلاحیتوں کو اللہ کے دین کے غلبہ کی جدوجہد میں لگا اور کھپا دے تاکہ محمد ﷺ کا مشن مکمل ہو سکے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے "جان لو! اللہ تعالیٰ انسان اور اس کے دل کے مابین حائل ہو جاتا ہے" یعنی ایک وقت ایسا آتا ہے جب انسان کے دل میں حق کی پہچان کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ اس کیفیت کو قرآن "خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِھِمۡ" سے تعبیر کرتا ہے۔ یہ ایک سزا ہے جو حق کو پہچاننے کے باوجود اسے نہ اپنانے کی وجہ سے اس دنیا میں انسان کو ملتی ہے۔ زیر بحث آیت میں فرمایا گیا کہ "ڈرو اس عذاب اور فتنے سے جب وہ آ جائے گا تو صرف ظالموں اور گنہگاروں ہی کو اپنی لپیٹ میں نہیں لے گا بلکہ پوری قوم اس عذاب کی لپیٹ میں آ جائے گی۔ البتہ قرآن کے بعض دیگر مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عمومی عذاب سے صرف وہی لوگ بچا لئے جائیں گے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ پر مسلسل کاربند ہوں۔ جبکہ گناہ اور برائی سے بچنے کے باوجود نیکی کی دعوت اور برائی کے خلاف عملاً جدوجہد نہ کرنے والے بھی اس عذاب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس عمومی عذاب سے بچنے کے لئے ہر شخص کو اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہنا ہو گا۔ ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق اس آیت کا مخاطب ہے گویا ؎ جن کے رتبے ہیں سوا ان کی سوا مشکل ہے۔

گزشتہ سال جب میاں نواز شریف کو اللہ تعالیٰ نے بھاری مینڈیٹ کے ساتھ کامیابی عطا فرمائی تھی' اس وقت سے دستور میں قرآن و سنت کی بالادستی اور سودی نظام کے خاتمے کا مطالبہ ہم "اَلدِّیۡنُ النَّصِیۡحَۃُ" کے اصول کے تحت ان کی خیر خواہی میں کر رہے تھے اس لئے کہ ہم ان کے حلیف ہیں نہ حریف۔ اپنی آخری ملاقات میں میں نے اپنا خط وزیراعظم کو پڑھ کر سنایا۔ اس میں ان کے سامنے بہت اونچا مقام رکھا کہ آپ کو اگر اللہ نے اتنا سنہری موقع عطا فرما دیا ہے تو اس کے تقاضے پورے کر کے آپ عمر بن عبدالعزیز کا مقام حاصل کر سکتے ہیں ورنہ اسی نسبت سے اتنی بڑی محرومی کا بھی معاملہ ہو گا اور اسی نسبت سے اللہ کے ہاں جواب دہی کا معاملہ سخت ہو جائے گا۔ لیکن افسوس کہ نواز شریف صاحب کتاب و سنت کو سپریم لاء بنانے کے لئے دستور میں مجوزہ ترمیم کے لئے کسی پیش رفت پر تاحال آمادہ نہیں ہوئے۔ انہوں نے اپنے ذاتی اقتدار کو مستحکم کرنے کے لئے درکار ترامیم فوری پاس کروالیں لیکن جس آئینی ترمیم کے لئے میاں نواز شریف نے مجھ سے ملاقات کے دوران دو مرتبہ راجہ ظفرالحق سے مجوزہ ترمیمی بل تیار کرنے کے لئے کہا تھا' اس کی نوبت نہ آ سکی۔ راجہ ظفرالحق نے ایک ملاقات کے دوران اس بات کا اعتراف کیا کہ پاکستان کو آئینی طریقے سے اسلام کا گہوارہ بنانے کا یہ صحیح ترین موقع اور طریقہ ہے۔

میاں نواز شریف کا یہ وعدہ ان کے گزشتہ دورِ حکومت سے "لٹکا" ہوا ہے۔ قرآن و سنت کو سپریم لاء بنانے اور سودی نظام کے خاتمے کے حوالے سے میاں نواز شریف مسلسل وعدہ خلافی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ جیسے ضیاء الحق مرحوم کے ۹۰ دن گیارہ سالوں پر محیط ہو گئے تھے ویسے ہی نواز شریف کے "چند دن" بھی ختم ہونے کو نہیں آ رہے۔ وزیراعظم میاں نواز شریف نے کئی مرتبہ وعدہ کیا' مولانا عبدالستار نیازی سے بھی نہ معلوم کتنی بار یہ وعدے ہو چکے ہیں۔ مولانا عبدالستار نیازی کو میاں محمد نواز شریف نے بھی اطمینان دلایا ہے اور صدر صاحب بھی یہ "خدمت" سرانجام دے چکے ہیں۔ لیکن ان سب وعدوں کے باوجود سود اور جوئے کے عمل کو مزید تقویت دی جا رہی ہے' حبیب بینک کی طرف سے "راتوں رات کروڑ پتی بننے کی سکیم" سود اور جوا دونوں کا مجموعہ ہے۔ لاٹری سے نکلنے والے ایسے تمام انعامات جوئے کی ذیل میں آتے ہیں' آخر جوا اور کس بلا کا نام ہے۔

اللہ تعالیٰ راجہ ظفرالحق صاحب اور دیگر اصحاب کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے قابل عمل رپورٹ مرتب کر کے حکومت کو پیش کر دی ہے جس کو اگر نافذ کر دیا جائے تو ملک سے سودی نظام کا نوے فیصد خاتمہ تو یقیناً ہو جائے گا۔ اسی طرح قرآن و سنت کی بالادستی کے قیام کے لئے نواز شریف کے سابقہ دور میں جسٹس گل محمد کی سربراہی میں "نفاذ شریعت ورکنگ گروپ" قائم کیا گیا تھا۔ اس کمیٹی میں تمام مکاتب فکر کے لوگ شریک تھے۔ اس کمیٹی نے بھی دستور میں ترمیم کے حوالے سے جو سفارشات پیش کی تھیں' یہ سفارشات تنظیم اسلامی کی طرف سے پیش کردہ دستوری ترامیم سے مطابقت رکھتی ہیں۔ گویا قرآن و سنت کو سپریم لاء بنانے کا معاملہ ہو یا سودی نظام کے انسداد کا مسئلہ' دونوں معاملات میں حکومت کے قائم کردہ کمیشن سفارشات پیش کر چکے ہیں مگر اس کے باوجود ان پر عمل درآمد نہ کرنا نیت میں فتور کے سوا اور کوئی معنی نہیں رکھتا۔ حکمران طبقہ کے پاس قوم کے اجتماعی معاملات کی باگ ڈور ہے' اگر یہ لوگ صحیح راستہ

اختیار نہیں کرتے تو اس جرم کی سزا تو پوری قوم کو ملے گی' اس لئے کہ قوم کی تقدیر تو انہی لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ اگرچہ اصل صورتحال تو یہ ہے کہ

رنگ گل کا ہے سلیقہ نہ بہاروں کا شعور
ہائے کن ہاتھوں پہ تقدیر حنا ٹھہری ہے

سورۂ توبہ میں فرمایا گیا کہ "جب کوئی قوم اجتماعی طور پر اللہ سے کئے ہوئے وعدہ کی خلاف ورزی کرتی ہے" تو اس قوم میں نفاق پیدا کر دیا جاتا ہے"۔ یہ تو دنیا کی سزا ہے' آخرت کی سزا اس کے علاوہ ہو گی۔ ہمارے ملک میں ایک نفاق دستوری سطح پر بھی ہے۔ دستور پاکستان میں اگرچہ اسلام موجود ہے مگر اس پر عمل نہ کرنے کے لئے چور دروازے بھی موجود ہیں' جیسے وفاقی شرعی عدالت بنا کر اس پر کئی پابندیاں اور قدغنیں عائد کر دی گئیں۔ اخلاقی سطح پر کردار و عمل کا نفاق' جھوٹ اور وعدہ خلافی اور خیانت کی صورت میں پورے معاشرے میں سرایت کر چکا ہے۔ ہر طرف "چوں دم برداشتہ مادہ برآمد" کے حالات پیدا ہو چکے ہیں۔ اس نفاق کی ایک اور شکل "باہمی نفاق" کی ہے۔ جس میں ایک قوم کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر کے ایک دوسرے سے برسرپیکار کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت نفاق باہمی کا یہ عذاب پورے ملک کے افق پر چھایا ہوا ہے۔ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے نظریاتی ملک کی ایک قوم آج مختلف لسانی اور نسلی قومیتوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ علاقائیت کی علمبردار جماعتیں "پنجاب" کی ناکہ بندی کے لئے جمع ہو چکی ہیں۔ کراچی کس قدر خوفناک صورتحال کا نقشہ پیش کر رہا ہے؟ مختلف جماعتیں ریلیاں نکال رہی ہیں اور دعوے کر رہی ہیں کہ ان ریلیوں کے بعد آنے والا "ریلا" سب کچھ بہا کر لے جائے گا۔

اصل سوال تو یہ ہے کہ ملک کو درپیش صورتحال کا حل کیا ہے؟ "علاج اس کا وہی آب نشاط انگیز ہے ساقی" کے مصداق نظام خلافت قائم کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ میں نواز شریف سے ایک مرتبہ پھر اپیل کر رہا ہوں کہ وہ خدا کے لئے' دستوری نفاق کے خاتمے کے لئے ترامیم منظور کرائیں اور غیر سودی معیشت کے قیام کے لئے "انسداد سود کمیشن" کی سفارشات کو عملی جامہ پہنائیں۔ ان اقدامات کے لئے ہم میاں نواز شریف کو اللہ' رسولؐ اور پاکستان کا واسطہ دینے کو تیار ہیں۔

افغانستان میں آنے والی تبدیلی بہت بڑی تبدیلی ہے۔ مزار شریف کی حالیہ حیران کن فتح کی مجھے قطعاً کوئی توقع نہیں تھی۔ بھارت' ایران' روس اور روس سے آزادی حاصل کرنے والی ریاستوں کی مرضی کے برخلاف طالبان کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی ہے۔ مزار شریف کی فتح ایک معجزہ اور مشیت خداوندی کا خصوصی ظہور ہے' جیسے پاکستان کا قیام مشیت خداوندی کا خصوصی مظہر تھا۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس کے متعدد اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ احادیث میں بیان کردہ "خراسان" کا قلب بھی مزار شریف کا علاقہ ہے۔ گویا حدیث نبویؐ میں بیان کردہ حالات و واقعات کی جانب مشیت ایزدی حالات کے رخ کو لے جا رہی ہے۔ اس تاریخی فتح پر افغانستان کے امیر المومنین ملا عمر اور مجاہدین کو میں تنظیم اسلامی کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ افغان مخالف تنظیموں کے رہنماؤں ربانی' احمد شاہ مسعود اور حکمت یار سے میری درخواست ہے کہ وہ نوشتہ دیوار کو پڑھ کر اور مشیت خداوندی کو سمجھ کر طالبان حکومت کو تسلیم کرتے ہوئے عام معافی کے اعلان سے فائدہ اٹھا کر خود کو ان کے حوالے کر دیں اور افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام اور تعمیر میں اپنا حصہ ادا کریں۔ ان حالات میں حکومت پاکستان ایک جانب بلا تاخیر افغانستان کے ساتھ کنفیڈریشن قائم کرے اور دوسری طرف پاکستان میں نفاذ اسلام کے لئے درکار ضروری اقدام کر کے پاکستان کو مثالی اسلامی ریاست بنانے کی راہ ہموار کر دے تاکہ افغانستان کی اسلامی ریاست بھی خود کو ان جدید تقاضوں کے مطابق ڈھال سکے۔

KHALID TRADERS
IMPORTERS – INDENTORS – STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER – SMALL TO SUPER – LARGE
AUTHORIZED AGENTS NTN BEARINGS
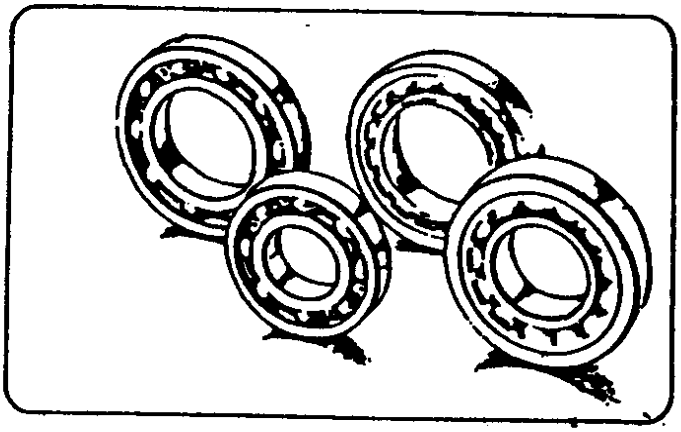
PLEASE CONTACT
TEL : 7732952-7735883-7730593
G.P.O. BOX NO. 1178, OPP KMC WORKSHOP
NISHTER ROAD, KARACHI-74200 (PAKISTAN)
TELEX : 24824 TARIQ PK CABLE : DIMAND BALL FAX : 7734778
FOR AUTOMOTIVE BEARINGS : Sind Bearing Agency 64 A-65, Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400 (Pakistan)
Tel : 7723358-7721172
LAHORE : (Opening Shortly) Amin Arcade 42, Brandreth Road, Lahore-54000 Ph : 54169
GUJRANWALA : 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607
WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

بیت المال میں حکمرانوں کا حصہ — سیرت رسولؐ اور دورِ خلافت راشدہ کی روشنی میں (۳)

—— حافظ افروغ حسن ——

حضرت عثمان غنیؓ بڑے صاحب ثروت تھے۔ اس کے ساتھ ہی بڑے فیاض اور دریا دل بھی۔ وہ اپنے ذاتی سرمائے سے اپنے غریب رشتے داروں کی دل کھول کر مدد کرتے تھے۔ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو اپنی دولت و ثروت کی وجہ سے انہیں اس بات کی ضرورت ہی نہ تھی کہ وہ اپنے اخراجات کے لئے اپنے پیشروؤں کی طرح بیت المال سے بقدر کفایت کچھ وصول کریں۔ بلکہ خلفاء میں وہی ایک ایسے بزرگ تھے جنھوں نے اپنے واجبی مصارف کے لئے بھی بیت المال سے کچھ نہ لیا۔ ان کی خلافت کے آخری دور میں جب شورش پسندوں نے ان پر سرکاری رقوم اپنی ذات اور اپنے خویش و اقرباء پر صرف کرنے کا الزام لگایا تو انہوں نے اپنی ایک تقریر کے ذریعے ان تمام الزامات کا جواب دیتے ہوئے ہوئے حقیقی صورت حال کی وضاحت کی۔ ہم اس تقریر کا خلاصہ تاریخ طبری کے حوالے سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

"لوگ کہتے ہیں کہ میں اپنے خاندان والوں سے محبت کرتا ہوں اور ان کو دیتا لیتا ہوں لیکن میری محبت نے مجھے ظلم کی طرف مائل نہیں کیا بلکہ میں ان کے واجبی حق ادا کرتا ہوں۔ جو کچھ میں انہیں دیتا ہوں اپنے ذاتی مال سے دیتا ہوں۔ مسلمانوں کا مال میں اپنے لئے حلال سمجھتا ہوں نہ کسی اور کے لئے۔ میں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمرؓ کے زمانے میں بھی اپنے ذاتی مال سے ان کو بڑی بڑی رقمیں دیتا تھا حالانکہ اس زمانے میں بخیل و حریص تھا اور اب جب کہ میں اپنی خاندانی عمر کو پہنچ چکا ہوں۔ زندگی ختم کے قریب ہے اور اپنا تمام سرمایہ اپنے اہل وعیال کے سپرد کر دیا ہے خدا کی قسم میں نے کسی ملک پر خراج کا کوئی مزید بار نہیں ڈالا کہ اس قسم کا الزام مجھ پر عائد کیا جائے جو آمدنی ہوئی وہ عام لوگوں کی ضرورت و فلاح میں صرف ہوئی۔ میرے پاس صرف خمس آتا ہے اس میں سے بھی کچھ لینا جائز نہیں سمجھتا۔ اسے مسلمان جس مصرف میں مناسب سمجھتے ہیں خرچ کرتے ہیں۔ خدا کے مال میں ایک پیسے کا تصرف نہیں کیا جاتا حتیٰ کہ میں کھانا بھی اپنے ذاتی مال سے کھاتا ہوں"۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن مسجد میں آیا۔ امیرالمومنین حضرت علیؓ کو دیکھا کہ وہ منبر پر خطبہ دے رہے ہیں جبکہ ان کے جسم پر پیوندوں سے بھرے ہوئے پرانے کپڑے تھے اور جو تلوار حمائل کئے ہوئے تھے اس کا بند کھجور کے ریشوں سے بنا ہوا تھا۔ خطبے کے دوران انہوں نے فرمایا:

"میں نے ان پرانے کپڑوں کو پیوند لگانے کے لئے اتنی مرتبہ کہا کہ مجھے خود پیوند لگانے والی خادمہ سے شرم آگئی۔ علیؓ کا دنیا کی زینت سے کیا کام ہے! میں اس لذت اور نعمت پر کیسے خوش ہو جاؤں جو تھوڑے ہی دنوں میں فنا ہو جانے والی ہے؟ میں پیٹ بھر کے کیسے کھاؤں جبکہ حجاز کے علاقے میں کئی پیٹ بھوکے ہیں؟ اور میں اہل ایمان سے امیرالمومنین کہلوانے پر کیسے راضی ہو جاؤں جبکہ ان کی زندگی کی مشکلات میں ان کے ساتھ شریک نہ رہوں اور بھوک اور تکالیف میں ان سے موافقت نہ کروں؟"

آپ کے یہ کلمات سن کر سامعین پر رقت طاری ہو گئی اور وہ زاروقطار رونے لگے۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: اے امیرالمومنینؓ! اگر آپ نئے کپڑے پہن لیں تو کیا حرج ہے؟ جواب میں آپ نے فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے اسلامی حکمرانوں پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ وہ اپنی خوراک اور اپنی پوشاک کا معیار رعایا کے غریب ترین لوگوں کے معیار کے برابر رکھیں تاکہ دولت مند لوگ اپنی زندگیوں میں ان کی پیروی کریں اور کمزور و نادار لوگ اپنے فقر و فاقے اور حسرت و تنگی کی وجہ سے زیادہ غمگین نہ ہوں"۔

حضرت علیؓ نے حضرت ابوامامہ باہلیؓ کو بصرہ کا گورنر بنا کر بھیجا کچھ عرصہ بعد حضرت علیؓ کو رپورٹ ملی کہ گورنر بصرہ امراء کی دعوتوں میں شریک ہوتے ہیں' چنانچہ امیرالمومنینؓ نے فوراً انہیں لکھا:

"میں نے سنا ہے کہ تم اہل بصرہ کی ضیافتوں میں شریک ہوتے ہو اور تمہارے سامنے قسم قسم کے کھانے رکھے جاتے ہیں۔ مجھے تمہارے اس طرز عمل پر سخت افسوس ہے۔ یاد رکھو جو حاکم ایسے لوگوں کا کھانا کھاتا ہے جو مالداروں کو بڑے تکلف سے بلاتے ہیں اور ان کی آؤ بھگت کرتے ہیں مگر غریبوں اور ضرورت مندوں کو سختی سے دھکیل دیتے ہیں وہ حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتا اور اپنی ذمہ داریاں عدل و انصاف سے انجام نہیں دے سکتا' اس لئے تمہیں سرکاری عہدے سے معزول کیا جاتا ہے"۔

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ عید کے دن غریب اور مسکین لوگ امیرالمومنین حضرت علیؓ کے دروازے پر جمع ہو گئے۔ انہوں نے خزانچی کو حکم دیا کہ بیت المال سے ان ضرورت مندوں کی مدد کی جائے۔ چنانچہ ان آنے والوں میں تیس ہزار درہم تقسیم کئے گئے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ عیدگاہ تشریف لے گئے اور نماز ادا کی۔ جب واپس آئے تو میں بھی ان کے ساتھ ان کے گھر گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں بغیر گھی کے جو کی روٹیاں پکی ہوئی ہیں۔ میں نے کہا اگر آپ اجازت دیتے تو بیت المال کی رقم سے ایک درہم کی گندم کی روٹیاں خرید لی جائیں۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے فرمایا:

"اے ابوہریرہؓ! کیا تم چاہتے ہو کہ قیامت میں مجھے شرمندہ کرو اور خیانت کا داغ میرے ماتھے پر لگاؤ --- اللہ کی قسم میرے لئے اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں کہ قیامت کی عدالت میں شرمندگی اور رسوائی سے محفوظ ہو جاؤں"۔

خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے باپ کے ترکے میں سے بہت سامال پایا تھا۔ وہ بڑی خوشحالی اور رفارغ البالی کی زندگی بسر کرتے تھے لیکن جب مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو ان کی زندگی میں عظیم انقلاب آگیا۔ انہوں نے شہر کے یتیموں اور مسکینوں کو جمع کیا اور اپنا سارا مال ان میں تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد افسروں سے دریافت کیا کہ شہر میں ایک مزدور کو روزانہ کتنی مزدوری ملتی ہے۔ انہوں نے بتایا چار درہم روزانہ۔ اس پر خلیفہ نے حکم صادر فرمایا کہ مجھے بھی مسلمانوں کے خزانے سے گھر کے اخراجات کے لئے صرف چار درہم روزانہ دیئے جائیں۔

بقیہ: تجزیہ

سامنے نہیں آئی۔ اگلے ہفتے ان شاء اللہ اس پر بات ہو گی۔ اس وقت تک بہت سے رازوں پر سے پردہ اٹھ چکا ہو گا۔ البتہ بی بی سی کا یہ تبصرہ قابل غور ہے کہ پاکستان کی فضا یقیناً استعمال ہوئی ہو گی۔ اس طرح کا تبصرہ نیویارک ٹائمز نے بھی کیا ہے۔ پاکستان کی سمندری حدود کے استعمال کی خبر بھی آئی ہے۔ ان تمام معاملات کا جائزہ لے کر ان شاء اللہ حقائق پر مبنی تجزیہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

امریکہ کو عالم اسلام کے حوالے سے اپنی موجودہ پالیسی کو یوٹرن دینا ہوگا!

کیا امریکہ جارحیت اور قوت کے بل بوتے پر اپنے دشمنوں کو ختم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا؟

امریکہ کی طرف سے عالم اسلام کو اپنا سب سے بڑا دشمن قرار دینا یہودی سازش ہے

مرزا ایوب بیگ، لاہور

اس روز ہر باشعور پاکستانی کا ماتھا ٹھنکا تھا جس دن یکلخت امریکہ نے پاکستان سے اپنے شہریوں کو نکلنے کا حکم دیا تھا۔ پاکستان میں رہنے والے اکثر امریکیوں کے لئے بھی یہ حکم حیران کن تھا اور اُن میں سے چند ایک نے روانگی سے پہلے اپنے تاثرات کا اظہار بھی کیا۔ اگرچہ عام پاکستانیوں میں یہ تاثر بڑا گہرا ہے کہ امریکہ نے حلیف ہوتے ہوئے بھی ہمیشہ نازک موقعوں پر پاکستان کو دھوکا دیا اور پاکستان کے دشمن بھارت کی پیٹھ ٹھونکی۔ پاکستان میں اکثر سیاسی اور مذہبی جماعتیں، تنظیمیں اور تحریکیں امریکہ کے رویہ اور پالیسی کو تنقید کا ہدف بناتی رہتی ہے اور اسے پاکستان ہی کا نہیں بلکہ عالم اسلام کا بھی دشمن قرار دیتی ہیں۔ خصوصاً پاکستان کے ایٹمی قوت بننے پر امریکہ نے جو طرزِ عمل اختیار کیا اس پر عام پاکستانی کو بھی دکھ ہوا اور امریکہ کے خلاف منفی جذبات میں شدت پیدا ہوئی۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود صورتحال قطعی طور پر ایسی نہ تھی کہ یہ کہا جاسکتا کہ یہاں امریکیوں کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ لہٰذا ہر سیاسی شعور رکھنے والا شخص کہہ رہا تھا کہ امریکہ اس خطے یا عالم اسلام کے خلاف فوری طور پر کوئی ایسا قدم اٹھانے والا ہے جس سے پاکستانی مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوں گے۔ یہ رائے بھی سامنے آئی تھی کہ ۲۸ مئی کے ایٹمی دھماکے کرنے کے بعد چونکہ امریکہ پاکستان کو اقتصادی طور پر دیوالیہ کرنے پر تلا ہوا ہے چنانچہ امریکیوں کے انخلاء کا فیصلہ اس لئے کیا گیا ہے تاکہ پاکستان کے بارے میں بے یقینی کی کیفیت پیدا کردی جائے اور تمام دنیا میں یہ تاثر قائم ہو جائے کہ پاکستان انتہائی غیر محفوظ ملک ہے تاکہ دُنیا کا کوئی ملک یہاں سرمایہ کاری کرنے پر تیار نہ ہو جس سے پاکستان کی اقتصادی تباہی یقینی ہو جائے۔ سابق آرمی چیف مرزا اسلم بیگ راقم کے علم کی حد تک واحد تجزیہ نگار تھے جنہوں نے پورے اعتماد اور یقین کے ساتھ یہ کہا تھا کہ امریکہ افغانستان پر فضائی حملہ کرنے والا ہے۔

جس روز مرزا اسلم بیگ کا بیان جاری ہوا اسی روز امریکہ نے افغانستان میں اسامہ بن لادن کے اڈوں پر کروز میزائل پھینکے جس سے بہت تباہی ہوئی اور بے شمار افغانی شہید ہو گئے البتہ اسامہ بن لادن بچ گئے۔ امریکہ نے عین اسی وقت سوڈان کے دارالحکومت خرطوم میں الشفاء فارماسیوٹیکل کمپنی کے نام سے ایک دوا ساز فیکٹری پر بھی اپنے طیاروں سے حملہ کیا اور فیکٹری کو شدید نقصان پہنچایا جس میں بہت سے بے گناہ بھی مارے گئے۔ ان حملوں کے بعد امریکہ کے صدر کلنٹن نے ٹیلی ویژن پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسامہ بن لادن کے اڈوں اور خرطوم میں فیکٹری پر حملے اس لئے کئے گئے کہ کینیا اور تنزانیہ میں امریکی سفارت خانوں پر بموں سے جو حملے کئے گئے تھے اور جس میں ۱۲ امریکی ہلاک ہو گئے تھے وہ اسامہ بن لادن کے آدمیوں نے کئے تھے۔ اور خرطوم میں واقع جس فیکٹری کو تباہ کیا گیا وہاں سے کیمیائی گیس حاصل کی گئی۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ امریکہ نے تہیہ کیا ہوا ہے کہ وہ دنیا سے دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا اور دہشت گردی کے خلاف جنگ اس وقت تک جاری رکھے گا جب تک دہشت گرد انصاف کے شکنجے میں نہ آجائیں۔ بعد ازاں وزیر دفاع ولیم کوہن اور وزیر خارجہ میڈلین البرائٹ نے بھی اسی طرح کے خیالات کا اظہار کر کے امریکی حملوں کو جائز اور درست قرار دیا۔

راقم کی رائے میں امریکہ کو دو نکات پر پوری سنجیدگی اور گہرائی کے ساتھ غور و فکر کرنا چاہئے۔ اول یہ کہ امریکہ نے سوویت یونین کی شکست و ریخت کے بعد عالم اسلام کو اولین حریف قرار دے کر اپنی عالمی پالیسیاں ترتیب دے رکھی ہیں۔ دہشت گردی کے یہ واقعات کہیں ان پالیسیوں کا ردعمل تو نہیں۔ ثانیاً یہ کہ کیا قوت اور جارحیت کے بل بوتے پر امریکہ عالم اسلام میں اپنے دشمن کو ختم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا؟ ہماری رائے میں

ماضی قریب اور حال میں عالم اسلام کے حوالہ سے امریکی پالیسیوں کا اگر غیر جانبدارانہ انداز میں جائزہ لیا جائے تو مسلمانانِ عالم میں امریکہ کے خلاف پائے جانے والی نفرت کا زبردست جواز موجود ہے۔ مشرق وسطیٰ میں امریکہ اسرائیل کو اپنی خارجہ پالیسی کا کارنر سٹون قرار دیتا ہے اور علاقے میں اسرائیل کی بالادستی قائم کرنے اور عرب ملک کو نیچا دکھانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ عراق کا ہوا کھڑا کر کے علاقے میں اپنی فوجوں کی موجودگی کا مصنوعی جواز پیدا کیا۔ لبنان میں اسرائیل نے انسانیت سوز مظالم ڈھائے جن میں معصوم بچوں کے اعضاء الگ الگ کرنے کا انتہائی مکروہ فعل بھی شامل ہے۔ یہ تمام مظالم اسرائیل نے امریکی سرپرستی میں ڈھائے۔ افغانستان سے روسی افواج کے انخلاء کے بعد اس کا رویہ اور طرز عمل انتہائی قابل اعتراض رہا ہے۔ اس نے اپنے عمل سے ثابت کیا ہے کہ اسے افغانوں سے ذرہ بھر ہمدردی نہیں تھی، اصل مسئلہ مقابلے کی سپر پاور کو نیچا دکھانا تھا۔ U2 کے ذریعے روس کی جاسوسی کرنی ہو یا چین سے تعلقات قائم کرنے ہوں اُس نے ہمیشہ پاکستان سے اپنے تعلقات کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔ لیکن پاک بھارت کشیدگی کے حوالہ سے وہ ہمیشہ عملاً بھارت کی پشت پر رہا۔ امریکی دلچسپی کی وجہ سے عراق کے خلاف اقوام متحدہ کی قراردادوں پر فوری اور بھرپور عمل درآمد ہوا جبکہ کشمیر کے بارے میں ایسی ہی قراردادیں نصف صدی سے سرد خانے میں پڑی ہیں۔ بوسنیا کے مسلمانوں پر سربوں کے حملے اور ان کے قتل عام پر امریکہ نے ایسے تاخیری حربے اختیار کئے کہ مسلمانانِ عالم تلملا کر رہ گئے۔ امریکہ اس حقیقت کو کیوں فراموش کر رہا ہے کہ بلی جیسا جانور بھی جب کسی طاقتور کے ہاتھوں کارنر ہو جاتا ہے تو وہ آخری حربے کے طور پر پوری قوت سے حملہ کر دیتا ہے۔ درحقیقت اکثر مسلمان ممالک کے سربراہ امریکہ کو سپریم پاور ہی نہیں گردانتے اپنے اقتدار کا

محافظ بھی سمجھتے ہیں لہٰذا علاقے میں امریکی مفادات کو آگے بڑھانے میں اپنی خدمات پیش کرتے ہیں، لیکن حکمرانوں کے یہ حربے عوام میں امریکہ کے خلاف جذبات میں مزید شدت پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ امریکہ کا عالم اسلام کو اپنا سب سے بڑا دشمن قرار دینا مکار اور عیار یہودیوں کی سازش کا نتیجہ ہے۔ یہودیوں کو الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر مکمل کنٹرول حاصل ہے۔ جس سے وہ رائے عامہ کو اپنے حق میں استوار اور استعمال کرتے رہتے ہیں۔ ملکی انتظام اور معاملات کو چلانے کے لئے جمہوریت کو ایمان سمجھنے اور اکثریت کے فیصلے کو رد کرنا کفر سمجھنے والا امریکہ عالمی معاملات میں رائے عامہ کو پائے حقارت سے ٹھکراتا ہے۔ اگر چند ہزار مربع میل کے چھوٹے سے ملک اسرائیل اور کروڑ سوا کروڑ یہودیوں کو نظرانداز کر کے وہ اپنے حقیقی اور پرخلوص تعلقات پچاس سے زائد مسلمان ممالک اور ڈیڑھ ارب مسلمانوں سے بنائے تو آخر وہ کس طرح گھاٹے میں رہے گا۔ امریکہ اگر مسلمان ممالک سے دوستی کا ہاتھ بڑھائے گا تو بھارت کو بھی حقیقت پسندی کا ثبوت دینا پڑے گا۔ اس سے نہ صرف دہشت گردی کے امکانات معدوم ہو جائیں گے بلکہ عالمی امن کے قیام کی راہ بھی ہموار ہو جائے گی۔ افغانستان پر امریکہ کے فضائی حملے کا کیا نتیجہ نکلا۔ اسامہ بن لادن کو عالمی سطح پر شہرت ملی۔ مسلمانوں نے اسے اپنا ہیرو بنا لیا۔ اگر خدانخواستہ اس حملہ کے نتیجہ میں اسامہ شہید ہو جاتے تو یقیناً بم کا ہر ٹکڑا ایک اسامہ پیدا کرتا اور امریکہ کو دہشت گردی کے بہت سے واقعات کا سامنا کرنا پڑتا۔ امریکی قیادت کو یقیناً یہ سوچنا چاہئے کہ اتنی بڑی دنیا میں اور اتنے کثیر لوگوں سے امریکیوں کو محفوظ کرنے کے لئے اور ان کی جانیں بچانے کے لئے آخر کتنے اور کب تک حفاظتی اقدامات کرے گا اور اپنے وسائل کو کب تک اس کام میں جھونکتا رہے گا۔

امریکی قیادت اگر ہر وقت اپنے شہریوں کے گرد حفاظتی جال بنتی رہی، کبھی انہیں کسی ملک سے نکلواتی اور کبھی کسی ملک سے انخلاء کراتی رہی تو پوری قوم نفسیاتی مریض بن جائے گی جس کے ذہنوں پر ہر وقت خوف چھایا رہے گا۔ لہٰذا راقم کی رائے میں امریکہ کو عالم اسلام کے بارے میں اپنی پالیسیوں کو یوٹرن دینا ہو گا۔ تاریخ شاہد ہے کہ بہت بڑی بڑی عالمی قوتیں جو خود کو ناقابل تسخیر اور ناقابل شکست سمجھتی تھیں ریزہ ریزہ ہو کر نیست و نابود ہو گئیں۔ دوسری طرف عالم اسلام کو بھی وقت کی سپریم پاور کے اس چیلنج کو بڑی حکمت و دانائی اور جرأت سے قبول کرنا ہو گا۔ امریکہ کے ان مسلمان ملکوں پر حملے خصوصاً افغانستان پر حملے کے بارے میں پاکستان نے کیا رول ادا کیا اس بارے میں ابھی تک کوئی بات واضح ثبوت کے ساتھ

(باقی صفحہ ۲ پر)

پریس ریلیز

دو مختار ممالک پر بغیر اعلان کے امریکی حملے نے اقوام متحدہ کی رہی سہی حیثیت بھی ختم کر دی ہے ○ڈاکٹر اسرار احمد

۲۱/اگست = امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد نے گزشتہ رات افغانستان اور سوڈان پر امریکہ فضائی حملوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ صیہونی آلۂ کار امریکی وفاقی حکومت کی بڑھتی ہوئی مجرمانہ کارروائیوں نے نوع انسانی کو خوفناک تباہی کے کنارے لا کھڑا کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ دو مختار ممالک پر بغیر اعلان کے امریکی حملے نے اقوام متحدہ کی رہی سہی حیثیت بھی ختم کر دی ہے لہٰذا مسلمان ممالک کو فوراً اس سے الگ ہو کر اپنا ایک علیحدہ تشخص قائم کرنا چاہئے۔ ڈاکٹر صاحب نے مزید کہا کہ اس موقعہ پر حکومت پاکستان نے اگر کسی وجہ سے بھی امریکہ کے سامنے کمزوری دکھائی یا اس کا آلۂ کار بننے کی کوشش کی تو اسے عوام کے شدید رد عمل کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ روس کو بھی گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا امریکہ کو بھی مایوس نہیں کریں گے۔ (ملا محمد عمر)

○ آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی 'اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

☆ سابقہ گناہوں سے معافی مانگتی ہوں، قوم پھر سے "وزیراعظم" بنا دے۔ (بے نظیر)

○ چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ "کافر" لگی ہوئی۔

☆ امریکہ دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ہے۔ (عراقی نائب وزیراعظم طارق عزیز)

○ دریں چہ شک است!

☆ ایٹمی دھماکہ کر کے پاکستان نے غلطی کی۔ (ریٹائرڈ ایئر مارشل اصغر خان)

○ شکر ہے اصغر خان نے بھی آخر چپ کا روزہ توڑا!

☆ پاکستان ایٹمی طاقت کی حیثیت سے سلامتی کونسل کی چھٹی نشست لے گا۔ (نواز شریف)

○ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کہیں ہماری ٹانگ نہ کھینچ دیں!

☆ پی پی پی کی دھمکی پر طاہر القادری اجمل خٹک سے ملاقات کے لئے تیار ہو گئے۔ (ایک خبر)

○ گویا بے نظیر دھمکی نے کام دکھا ہی دیا!

☆ امریکہ مزید حملے کرنے کا ارادہ ترک کر دے۔ (سرتاج عزیز)

○ وزیر خارجہ کا مشورہ اچھا ہے، گر قبول افتد' زہے عز و شرف!

☆ امریکہ دنیا پر حکمرانی کے خواب چھوڑ دے۔ (قاضی حسین احمد)

○ اس لئے کہ ایسے خواب دیکھنا صرف ہمارا حق ہے۔

☆ غیر ملکی مالاکنڈ سے نکل جائیں ورنہ قتل کر دیں گے۔ (تحریک نفاذ شریعت کا الٹی میٹم)

○ کلنٹن کی حماقت کا رد عمل!

☆ بے نظیر بھٹو نے فاروق لغاری کے ساتھ صلح کا فارمولہ پیش کر دیا۔ (ایک خبر)

○ "بہت دیر کی مہرباں آتے آتے!"

☆ پیاز کے بعد آلو کے نرخ بھی آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ (ایک خبر)

○ گویا عوام کو گھاس کھلانے کی تیاریاں آخری مراحل میں ہیں۔

یاسر عرفات اپنے اندازوں اور حساب پر نظر ثانی کریں

ہم نہیں چاہتے کہ مذاکرات کے ذریعے اسرائیل ہمیں بھی پی ایل او کی طرح بے حقیقت بنا دے

ہم آزاد و خود مختار فلسطینی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں

"حماس" کے بانی شیخ احمد یٰسین کے جذبات و خیالات

انٹرویو کے آئینے میں

☆ حماس کے سیاسی کردار کے بارے میں ابہام پایا جاتا ہے۔ کیا یہ تحریک ایک فوجی تحریک کی حیثیت سے قائم رہنا چاہتی ہے یا مسلح جدوجہد اور سیاسی سرگرمیوں کو ملا کر چلنا چاہتی ہے؟

○ یوں تو دنیا میں کوئی فوجی جدوجہد سیاسی مقاصد کے بغیر نہیں ہوتی یہ لازم وملزوم ہیں۔ حماس کی پالیسی واضح ہے، ہم اپنے حقوق حاصل کرنے اٹھے ہیں اور اپنی فلسطینی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں۔ سیاست وہ ذریعہ ہے جس سے ہم تمام حکومتوں اور تنظیموں کو اپنی بات کہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم قدم بقدم اس حل کی طرف بڑھ رہے ہیں کہ اسرائیل مغربی کنارے، غزہ کی پٹی اور مشرقی یروشلم سے نکل جائے، جس کے جواب میں ہماری طرف سے کوئی تصادم نہیں ہوگا۔

☆ کیا حماس اسرائیل کے ساتھ گفتگو یا مذاکرات کو کلیتاً مسترد کرتی ہے؟

○ میرے نزدیک آپ کے سوال کے الفاظ قابل اعتراض ہیں۔ ایک تو اس لئے کہ میں اسرائیل کو تسلیم نہیں کرتا اور اسی لئے اس کے ساتھ بات کرنے پر تیار نہیں۔ اس سے بات کرنے کا مطلب اسے تسلیم کرنا ہے۔ دوسرے اس لئے کہ ہم محتاط رہیں گے اور نہیں چاہیں گے کہ یہودی اپنی چالوں سے ہمیں اس طرح بے حقیقت بنا دیں جس طرح انہوں نے پی ایل او کو بے حقیقت بنایا ہے۔ اگر یہودی واقعی امن چاہتے ہیں اور امن کے بارے میں سنجیدہ ہیں تو وہ ہمیں تنہا کیوں نہیں چھوڑ دیتے اور ہمارے ملک سے نکل کیوں نہیں جاتے۔ آپ دیکھیں، انہوں نے عظیم مراعات اور مفادات حاصل کر کے بھی پی ایل او کو کچھ نہیں دیا۔ کیا اب بھی اسرائیل کے ساتھ مذاکرات کی حقیقت نہیں کھلی؟ دراصل اس سے مذاکرات کا راستہ الفاظ کی ہیرا پھیری اور دھوکے بازی سے اٹا ہوا ہے۔ ہم اس راستے پر چلنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

☆ اور اگر حماس کو کوئی پیشکش کی جائے؟

○ میں فلسطین کے مقدمے کو کمزور نہیں ہونے دوں گا۔ آپ جانتے ہیں میں اسرائیل کو تسلیم نہیں کرتا۔

☆ کیا آپ ایسی کسی بات کی حمایت کرتے ہیں، مثلاً یاسر عرفات کی فلسطینی اتھارٹی (یہ اسرائیل کی طرف سے یاسر عرفات کی انتظامیہ کا نام ہے) کو مزید زمین دے دی جائے، یا قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے؟

○ قیدیوں کی رہائی عمل میں آنے کا کیا اعتراض ہو سکتا ہے لیکن آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ یاسر عرفات کی فلسطین اتھارٹی کے پاس اسرائیل کو دینے کیلئے اب کچھ نہیں رہا۔

☆ کیا اسرائیل کے ساتھ تصادم سے بچنے کی کوئی راہ نہیں ہے؟

○ عدم موافقت اور موافقت کو یکجا رکھنا بہت مشکل ہے۔ ہم ایک غاصبانہ قبضے کی مزاحمت کر رہے ہیں اور فلسطینی اتھارٹی اس مزاحمت کی مزاحمت کر رہی ہے۔ اس کے باوجود ہماری ہر ممکن کوشش ہے کہ فلسطینی اتھارٹی سے کوئی غیر ضروری ناچاقی یا ٹکراؤ نہ ہو۔

☆ جبکہ فلسطینی اتھارٹی اسرائیل کے خلاف مسلح جدوجہد نہ کرنے پر مصر ہے؟

○ امن کی ساری باتیں اپنے آخری سرے پر پہنچ چکی ہیں۔ ماضی میں فلسطینی اتھارٹی نے ان باتوں سے کچھ توقعات وابستہ کیں اور اسی لئے ہمارے خلاف قدم اٹھایا۔ اب یہ توقعات موت کے گھاٹ اتر چکی ہیں۔ اب ہمارے خلاف حرکت میں آنا بے معنی اور ناقابل قبول ہے۔

☆ کیا فلسطینی اتھارٹی کو حماس کی مسلح جدوجہد سے فائدہ پہنچے گا؟

○ یقیناً

☆ کیا آپ کو حماس کی پالیسی میں تضاد نظر نہیں آتا؟ ایک طرف آپ جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں اور دوسری طرف آپ فلسطینی اتھارٹی سے ٹکرانے کے معاملے میں بھی محتاط ہیں؟

○ جی نہیں! کوئی تضاد نہیں۔ ہماری پالیسی واضح ہے۔ ہماری جدوجہد ظالموں اور ظلم کے خلاف ہے۔ فلسطینی اتھارٹی اسے نہیں مانتی۔ ہم چاہتے ہیں فلسطینی اتھارٹی اس حقیقت کا ادراک کرے کہ ہم اس کے خلاف نہیں ہیں اور ہم اس سے نہیں لڑیں گے۔ اور اس کے باوجود اس سے نہیں لڑ رہے ہیں کہ وہ ہمارے بھائیوں اور ہمارے ساتھیوں پر اپنے اذیت خانوں اور جیلوں میں ظلم ڈھا کر اور اذیت پہنچا کر دشمن کا مقصد پورا کر رہی ہے۔

☆ فلسطینی اتھارٹی کہتی ہے کہ آپ اس کے خواب کو تباہ کر رہے ہیں؟

○ یہ سچ نہیں ہے۔ حماس فلسطینی اتھارٹی کو تباہ نہیں کرنا چاہتی۔ ایسی بات صرف آپ اس وقت کہہ سکتے تھے جب ہماری بندوقوں کا رخ فلسطینی اتھارٹی کی طرف ہوتا۔ ہم فلسطین پر قبضہ کرنے والوں کے خلاف ہیں

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

مکتوب کراچی

محترم مدیر ندائے خلافت 'السلام علیکم ورحمتہ اللہ
مزاج گرامی! آج صبح کے اخبار کی خبر ہے کہ لیاقت آباد کراچی میں دو فوجیوں کو قتل کر دیا گیا۔ ایک تو قتل اور وہ بھی دہشت گردی کے انداز میں ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت "کیا وقت آنہیں گیا کہ اہل وطن کے دل لرز جائیں' ملک کے قائدین کانپ اٹھیں۔ یہ دو فوجیوں کا نہیں پوری فوج کا قتل ہے۔ یہ ملک کی سلامتی کا قتل ہے۔ یہ سب کچھ تو ہے لیکن کچھ حقائق اور بھی ہیں جنہیں اگر نظرانداز کیا جائے گا تو واقعہ سے غلط نتیجہ نکل سکتا ہے۔

اسی اخبار کی خبر ہے کہ بھارتی فوجیوں نے ایک بستی کا محاصرہ کیا۔ گھر گھر تلاشی لی گئی' اس تلاشی کے دوران جو کچھ ہونا تھا ہوا' کسی غیرت مند کشمیری مسلمان سے برداشت نہ ہوا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر انجام سے بے پرواہ ہو کر بھارتی فوجیوں کو قتل کر دیا۔ فوج نے بستی کو آگ لگا دی' سب کچھ ختم کر دیا۔ کشمیر زندہ باد! مجاہد زندہ باد!

لیکن اللہ کی سنت تبدیل نہیں ہوتی!

فوجیوں نے ایک بستی کا محاصرہ کیا (بستی کا نام لیاقت آباد کراچی ہے) گھر گھر تلاشی لی گئی... کسی غیرت مند مسلمان سے برداشت نہ ہوا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر انجام سے بے خبر ہو کر فوجیوں کو قتل کر دیا۔

یہ دو الگ الگ واقعات ہیں یعنی فوج کا لیاقت آباد کا محاصرہ کرنا اور شرپسند عناصر کو تلاش کرنے کے لئے گھر گھر تلاشی لینا۔

دو فوجیوں کا لیاقت آباد میں کسی نجی کام سے جانا' اغوا' تشدد اور بالآخر قتل کرنا۔

ان دونوں واقعات کے درمیان کوئی ہفتہ' دس دن کا فصل بھی ہے۔ جہاں تک دوسرے واقعہ کا تعلق ہے تو اس واقعہ کو مختلف طریقہ سے دیکھا جا سکتا ہے۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ واقعہ اس طرح سے ہے کہ دو نوجوان لیاقت آباد کسی نجی کام سے گئے۔ ذاتی دشمنی یا رقم کی خاطر انہیں اغوا کر لیا گیا' پھر قتل کر دیا گیا۔ یہ اتفاق ہے کہ ان نوجوانوں کا تعلق فوج سے ہے۔ کراچی' جہاں اکثر ایک دن میں پندرہ بیس افراد قتل ہو جاتے ہیں' وہاں ان دو کی موت اگرچہ افسوسناک ہے لیکن کسی خاص تشویش کا باعث نہیں ہے۔ اور جیسا کہ بے نظیر کہا کرتی تھیں کہ اتنے بڑے شہر میں پندرہ بیس افراد قتل ہو جانا کوئی بڑی بات ہے ہی نہیں' یہ تو بڑے شہروں کا معمول ہے۔ نیویارک میں روز اس سے زیادہ لوگ مارے جاتے ہیں۔

مندرجہ بالا نقطہ نظر اگرچہ خوشگوار نہیں ہے لیکن حقیقت پر مبنی ہے۔ لیکن میں ان دو فوجی جوانوں کے قتل کو دوسرے رخ سے دیکھتا ہوں۔ میرا نقطہ نظر مندرجہ ذیل ہے :

○ اگر یہ واقعہ لاہور' راولپنڈی یا سندھ کے علاوہ کسی بھی جگہ پیش آیا ہوتا تو اسے ایک افسوسناک واقعہ کے طور پر لیا جا سکتا تھا۔ لیکن کراچی میں پیش آیا اور کراچی میں بھی لیاقت آباد کے علاقے میں!

○ کراچی کی گزشتہ کئی سالوں کی تاریخ ۷۱-۱۹۷۰ء کی مشرقی پاکستان کی تاریخ' صومالیہ اور افریقی ممالک کے واقعات اور نفرتوں اور عصبیتوں کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ اس قسم کے واقعات آنے والے حالات کا پتہ دیتے ہیں۔ امیر محترم بھی اکثر یہ جملہ ارشاد فرماتے ہیں :

Coming events cast their shadows before

○ کسی بھی ملک کی فوج اس ملک کی سلامتی' یکجہتی اور قوت کی علامت ہوتی ہے' ملک کی عزت کی علامت ہوتی ہے۔ فوج کے ہر فرد کا احترام اسی طرح کیا جاتا ہے جیسے ملک کے جھنڈے کا احترام کیا جاتا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا صومالیہ میں دو امریکی فوجیوں کو اغوا کرنے کے بعد قتل کیا گیا تھا تو امریکہ نے اپنی فوج وہاں سے واپس بلا لی اور کرائے کے فوجیوں کو دوسرے ممالک سے UNO کے نام پر بلایا گیا تاکہ وہ امریکی مفادات کا تحفظ کریں۔

○ فوج کو جب اندرون ملک امن وامان قائم رکھنے کے لئے طلب کیا جاتا ہے تو اس کا کام بہت مشکل اور پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ فوج کو اپنا وقار' اپنا احترام اور محبت بھی برقرار رکھنی ہوتی ہے اور سختی سے غلط عناصر سے نمٹنا بھی ہوتا ہے۔ یہ خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ یہ عوام اس کے اپنے عوام ہیں۔ عوام کو یہ باور کروانا ہوتا ہے کہ وہ ان کی بستی میں فاتح کے طور پر نہیں آئے بلکہ عوام کو شرپسند عناصر سے چھٹکارا دلانے آئے ہیں۔ اس مشکل کام کو ادا کرنے کے لئے جہاں انتظامی صلاحیتیں درکار ہوتی ہیں وہاں سیاسی بصیرت اور حکمت سے کام لینا بھی لازمی ہوتا ہے۔

○ جب مندرجہ بالا رویہ اختیار کیا جاتا ہے تو معاشرے کی اکثریت جو دراصل خاموش اکثریت ہوتی ہے وہ قانون نافذ کرنے والوں کا بھرپور ساتھ دیتی ہے۔ شرپسند عناصر کو کہیں پناہ نہیں ملتی اور امن قائم ہو جاتا ہے۔ راقم کو ایسے کامیاب operation clean up سے گزرنے کا ذاتی تجربہ ہے۔ جب راقم ۷۰-۱۹۶۹ء میں ترکی میں مقیم تھا۔ راقم نے دیکھا کہ اپریشن سے پہلے جو شرپسند عناصر عوام کی قیادت کر رہے تھے۔ فوج کے آنے کے بعد عوام نے خود ان "رہنماؤں" کو چن چن کر فوج کے حوالے کیا۔

○ لیکن اگر قانون نافذ کرنے والے عوام کا اعتماد حاصل کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں تو ہر محاصرہ اور ہر اپریشن کے بعد شرپسند عناصر کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ قانون کا لفظ "ظلم" کے مترادف ہو جاتا ہے۔ عوام کی خاموش اکثریت یہ محسوس کرتی ہے کہ فوج "ہماری" نہیں ہے۔ یہ تو فاتح ہیں جو اپنا مقصد پورا کرنے کے بعد واپس چلے جائیں گے۔ جبکہ "شرپسند عناصر" ہر حال میں اپنے ہیں اور "مظلوم" ہیں۔

یہ حقائق ہیں جن کا ثبوت ماضی قریب کی تاریخ سے ملتا ہے۔

مندرجہ بالا پس منظر میں اگر چاہیں تو آنکھیں بند کر لی جائیں اور "سب ٹھیک ہے" کی لوری اپنے آپ کو دے لی جائے۔ لیکن میری رائے میں حالات خراب سے خراب تر ہوتے جا رہے ہیں اور صوبائی تعصبات اپنے عروج پر پہنچ چکے ہیں۔ اللہ سے دعا کی جا سکتی ہے اور تنظیم اسلامی کے کام کو مزید بڑھایا جا سکتا ہے تاکہ سب مسلمان اپنی حقیقت کو پہچانیں اور اپنی توانائیاں صحیح مقام پر خرچ کریں۔

والسلام مع الاکرام

اختر ندیم

اطلاع برائے مبتدی رفقاء

تنظیم اسلامی کے شعبہ تربیت کے زیر اہتمام تنظیم اسلامی کے مرکزی دفتر واقع ۶۷-اے گڑھی شاہو لاہور میں ۹ ستمبر سے مبتدی رفقاء کے لئے ہفت روزہ تربیت گاہ منعقد ہو گی۔ مبتدی رفقاء اور تنظیم سے دلچسپی رکھنے والے احباب کے لئے تنظیم اسلامی کے فکر اور طریقہ کار سے آگاہی پر مشتمل بہترین پروگرام!

المعلن :

ناظم شعبہ تربیت تنظیم اسلامی پاکستان

ہمارا مطالبہ ہماری اپیل
دستورِ خلافت کی تکمیل

اپنی اصل توجہ اہم کاموں پر مرکوز رکھیں!

—— ابن صالح ——

اللہ تعالیٰ نے کم و بیش ہر انسان کو دو ایسے اوصاف ودیعت کئے ہیں جنہیں کام میں لا کر انسان اپنی زندگی کو بامقصد بنا سکتا ہے۔ وہ دو اوصاف یہ ہیں :

imagination (مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کا تصور کر لینا) یعنی پیش بینی اور

conscience نیک و بد کی تمیز۔

ان اوصاف کو کام میں لانے کے لئے قوت ارادی اور خود شناسی کا ہونا ضروری ہے۔ گویا آپ اصولوں پر مبنی زندگی اختیار کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اپنے اندر اپنے فیصلے خود کرنے کی صلاحیت پیدا کریں۔ یعنی آپ اپنی چیزوں کے خود خالق ہوں۔ اس کے بعد ان چیزوں پر عمل در آمد یا انہیں عملی شکل دینے کی نوبت آتی ہے۔ انسان کی قوت ارادی حیرت انگیز شے ہے، تاریخ بتاتی ہے کہ انسان ارادہ کر لے تو ناممکن کو بھی ممکن بنا سکتا ہے لیکن قوت ارادی کوئی ڈرامائی، نظر آنے والی یا کہیں اوپر سے اچانک وارد ہونے والی شے نہیں بلکہ ہم ہر روز جو فیصلے کرتے ہیں انہیں عملی جامہ پہنانے کے لئے قوت ارادی کے ٹھیک طرح سے استعمال سے یہ قوت پیدا ہوتی ہے۔ کسی شخص میں کتنی قوت ارادی ہے اس کا اندازہ اس شخص کے کردار سے کیا جا سکتا ہے یعنی کوئی شخص کتنا وعدے کا پابند اور راست باز ہے۔

عام طور پر ہمارا زیادہ وقت فوری نوعیت کے urgent کاموں میں صرف ہوتا ہے۔ فوری کام وہ ہوتے ہیں جو سامنے آ کر کھڑے ہوتے ہیں آپ ان سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔ اکثر یہ کام ایسے ہوتے ہیں جنہیں کرنے میں زیادہ مشقت نہیں جھیلنی پڑتی اس لئے آدمی خوشی سے انہیں کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے حالانکہ اکثر یہ کام غیر اہم un important ہوتے ہیں، مثلاً آپ کے سامنے فون کی گھنٹی بجی ہے آپ فون اٹھانا ملتوی نہیں کر سکتے، نہ ہی فون کرنے والے شخص کو آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہولڈ (hold) کریں میں پندرہ منٹ بعد آپ سے بات کرتا ہوں لیکن ہو سکتا ہے کہ اس دوران کچھ ایسے لوگ آپ کا انتظار کرنے پر مجبور ہوں جن کا وقت زیادہ قیمتی تھا۔ اس میں تشویش کی بات یہ ہے کہ آدمی انہی فوری کاموں کو اہم سمجھنے لگتا ہے حالانکہ اہم (important) کام وہ ہوتے ہیں جن سے آپ کے مشن کو تقویت پہنچتی ہو۔ جو کام اہم تو ہوتے ہیں مگر فوری نوعیت کے نہیں ہوتے انہیں ہاتھ میں لینے کے لئے خاصی ہمت اور حوصلہ چاہئے۔

زیادہ تر چار قسم کے کام ہوتے ہیں جن سے ہمارا واسطہ پڑتا ہے۔ پہلی قسم ایسے کاموں کی ہے جو اہم بھی ہوتے ہیں اور فوری بھی، انہیں ہم "ہنگامی اُمور" یا "مسائل" کا نام دیتے ہیں عام آدمی ایسے کاموں کو ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں کرتا ورنہ مار کھاتا ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جو اہم تو ہیں مگر فوری نہیں اس قسم کے کام اکثر نظر انداز ہو جاتے ہیں۔ تیسری قسم وہ ہے جس کا اوپر ذکر ہوا ہے یعنی فوری، مگر غیر اہم۔ چوتھی قسم وہ ہے جو نہ اہم ہوتے ہیں اور نہ فوری، یہ کام ان لوگوں کی جائے پناہ ہیں جن کے سامنے زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ جن لوگوں کے سامنے کوئی مشن ہوتا ہے وہ تیسری اور چوتھی قسم کے کاموں، یعنی فوری مگر غیر اہم اور نہ فوری نہ اہم سے اپنے آپ کو دور رکھتے ہیں کیونکہ فوری ہوں یا نہ ہوں، اہم بہرحال نہیں ہیں، ان لوگوں کی اصل توجہ کا مرکز دوسری قسم کے اُمور ہوتے ہیں جو اہم تو ہوتے ہیں مگر فوری نوعیت کے نہیں ہوتے مثلاً لوگوں سے تعلقات قائم کرنا، آئندہ پیش آنے والے متوقع مسائل کا حل تلاش کرنا، نئے مواقع تلاش کرنا اور دور رس نتائج کے حامل اُمور کی انجام دہی وغیرہ بلکہ ایسے لوگ پہلی قسم کے "بحرانی مسائل" کو بھی کوشش کر کے اسی صف میں لے آتے ہیں یا کم از کم ان میں کمی ضرور لے آتے ہیں۔ جب آپ کے سامنے ایک معین مقصد حیات اور اس کے جملہ تقاضے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ صحیح رخ پر کام کرتے ہوئے "بحرانوں" کو پیدا ہونے سے نہ روک سکیں۔ البتہ اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ دوسرے کے کاموں میں ہاتھ ڈالنے سے باز رہیں۔ دنیا میں ہزاروں ایسے کام ہوتے ہیں جنہیں کرنے میں انسان دلکشی محسوس کرتا ہے اس لئے صرف اپنے کام سے کام رکھنا بھی اہم کام ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ کسی کام کو انجام دینے کے لئے بہت سے طریقے وضع کئے گئے ہیں۔ مینجمنٹ آج باقاعدہ ایک سائنس بن چکی ہے اگر آپ جدید طریقوں سے واقف نہیں ہیں تو آپ زمانے کا ساتھ نہیں دے سکتے لہٰذا پسماندہ رہنا آپ کا مقدر ہے لیکن آپ کے لئے اطمینان کی بات یہ ہے کہ اگر آپ نے ایک بااصول زندگی گزارنے کا تہیہ کر لیا ہے تو مروجہ طریقے آپ کے لئے زیادہ کارآمد ثابت نہیں ہو سکتے اس لئے کہ اب تک جتنے بھی مینجمنٹ ٹولز ایجاد ہوئے ہیں وہ سب "سامنے" کے مسائل حل کرنے میں مدد دے سکتے ہیں ان کے ذریعے دور رس نتائج کے حامل مسائل سے عہدہ براء ہونے میں زیادہ مدد نہیں ملتی لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ایک بااصول شخص کے لئے سائنس اور ٹیکنالوجی بیکار شے ہے بلکہ فرق صرف نقطہ نظر کی تبدیلی کا ہے جو کام عام لوگوں کے نزدیک زیادہ اہم ہیں ان کی بجائے آپ کے نزدیک دوسرے کچھ کام زیادہ اہم ہیں۔ ورنہ کام کا جہاں تک تعلق ہے کام کام ہی ہوتا ہے اور بہرحال کرنے سے ہوتا ہے چنانچہ آپ کو کم از کم چھ اعتبارات سے معیار پر پورا اترنا ہوگا :

۱) پیوستگی (Coherence) :

یعنی آپ کے تصور اور مشن اور آپ کے کردار و اہداف، آپ کی ترجیحات، آپ کے منصوبوں اور آپ کی خواہشات و معمولات کے درمیان ہم آہنگی، یک جہتی اور ربط و ضبط ہو۔

۲) توازن (Balance) :

آپ جو طریقہ اختیار کریں وہ ایسا ہو کہ آپ کی زندگی میں توازن پیدا ہو۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کی صحت، خاندان، پیشہ ورانہ تیاری یا ذاتی اصلاح جیسے اہم اُمور نظروں سے بالکل اوجھل ہو جائیں۔ اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی ایک رخ پر کامیابی حاصل کر لینے سے زندگی کے دوسرے شعبوں میں ناکامی کی تلافی ہو جاتی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے مثال کے طور پر آپ کی پیشہ ورانہ کامیابی سے آپ کی ازدواجی زندگی کی ناکامی، صحت کی بربادی یا ذاتی کردار کی کمزوری کی تلافی کیسے ہو سکتی ہے۔

۳) پیش رفت (Moving) :

آپ کو ایک ایسا آلہ کار درکار ہے جو آپ کی حوصلہ افزائی اور آپ کے اندر تحریک پیدا کرنے کا موجب ہو اور بالفعل آپ کو اپنے مقصد کے حصول کیلئے اپنا وقت لگانے میں مدد دے تاکہ آپ صحیح معنوں میں آگے بڑھتے ہوئے نظر آئیں۔ عام طور پر ہر روز کیلئے کام کا ایک پروگرام طے کیا جاتا ہے لیکن ہمارے نزدیک ایک اصولی زندگی گزارنے کیلئے ہفتہ وار شیڈول زیادہ مناسب رہتا ہے۔

۴) عوامی پہلو (A "People" Dimention)

کسی کام کو انجام دینے کے لئے بنیادی اہمیت آپ کی ہے اور آپ کے طریقۂ کار کی لیکن تعلقات عامہ ایک ایسا شعبہ ہے جو انسانی زندگی کا جزو لازم ہے۔ عام زندگی میں کارکردگی کا انحصار ٹائم شیڈول پر ہوتا ہے لیکن جس شخص کے پیش نظر ایک بااصول زندگی ہے اس کی کارکردگی اس پہلو سے دیکھی جائے گی کہ لوگوں کے ساتھ اس کا برتاؤ کیسا ہے۔

۵) لچک (Flexibility):

آپ نے جو لائحہ عمل اختیار کیا ہے اس کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ آپ کو اپنے مقصد کے حصول میں مدد ملے نہ یہ کہ آپ اپنے لائحہ عمل کے غلام ہو کر رہ جائیں۔

۶) کم وزن (Portability):

آپ کا آلۂ کار ایسا بھاری بھرکم نہ ہو کہ ایک ہی جگہ رکھا رہے بلکہ ہلکا پھلکا ہو تاکہ ہر جگہ آپ کے پاس موجود ہو۔ آپ کہیں سفر میں ہیں اور آپ کسی مسئلے کا جائزہ لینا چاہتے ہیں یا کوئی نئی بات اپنے پروگرام میں شامل کرنا چاہتے ہیں تو اہم اور بنیادی نکات آپ کو ہر وقت دستیاب رہنے چاہئیں۔

یاد رہے کہ یہ نکات تحریری شکل میں ہونے چاہئیں اور انہیں روبہ عمل لانے کے لئے آپ ہفتہ وار پروگرام ترتیب دیتے ہوں۔ ہم جانتے ہیں پروگرام کے مطابق چلنا آسان نہیں ہوتا۔ ایک ہی ہفتے کے اندر ایسے کئی مرحلے آئیں گے جب آدمی سوچنے پر مجبور ہو جائے گا کہ اِدھر جائے یا اُدھر' ایک ہنگامہ برپا ہے ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ کئی ایسے مسائل سامنے آ کھڑے ہوتے ہیں جو ہماری ترجیحات میں شامل نہیں ہوتے لیکن ظاہر ہے ہمارا علم بہت محدود ہے پہلے سے ہر بات کے بارے میں یہ نہیں جان سکتے کہ اس کی اصل اہمیت کیا ہے۔ آپ اپنا پروگرام کتنا ہی سوچ سمجھ کر بنائیں ایسے مواقع آتے ہیں کہ آپ کو اپنے پروگرام سے ہٹ کر کام کرنا پڑتا ہے لیکن ایسا کرنے میں آپ کہاں تک حق بجانب ہیں یہ آپ کا ضمیر ہی بتا سکتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ آپ کا مقصد کتنا صحیح اور واضح ہے اور اس کے لئے آپ کے اندر کتنی لگن اور تڑپ ہے۔ تاہم ایک بات یاد دلا دیں کہ انسانوں کے ساتھ معاملات کے ضمن میں کارکردگی' efficiency نہیں دیکھی جاتی' efficiency کا تعلق چیزوں سے ہوتا ہے' انسانوں کے بارے میں اثر پذیری effectiveness کام آتی ہے۔ مثال کے طور پر آپ نے اپنی مصروفیات میں سے ۱۰ منٹ اپنے بیٹے یا کسی ملازم کے لئے مقرر کئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اتنے وقت میں اس کا مسئلہ حل کر دیں تو یہ طرز عمل حقیقت پسندانہ نہیں۔ ہاں آپ نے کسی جگہ پہنچنا ہے' کہیں سے کوئی چیز منگوانی ہے' کوئی چیز مرمت وغیرہ کرانی ہے۔ ایسے کام باقاعدہ کسی شیڈول کے تحت انجام دیئے جاتے ہیں۔ لیکن اصولاً ایک انسان کی اہمیت دوسرے سارے کاموں سے زیادہ ہونی چاہئے۔

اس سے قبل مینجمنٹ کی بات آئی تھی ایک اچھا مینجر وہ ہوتا ہے جو دوسروں سے کام لینا جانتا ہو' اس کے بھی اپنے کچھ تقاضے ہیں' مثلاً :

۱) مطلوبہ نتائج (Desived Results) : کام لینے والے اور کام کرنے والے' دونوں کو صاف اور واضح طور پر یہ معلوم ہونا چاہئے کہ حاصل کیا کرنا ہے۔ آپ کے ذہن میں جو مقصد ہے وہ اس شخص پر واضح ہونا چاہئے جس کے سپرد آپ یہ کام کرنا چاہتے ہیں' ساتھ ہی یہ بات بھی کہ کب تک آپ چاہتے ہیں کہ یہ کام مکمل ہو جائے۔

۲) راہنما اصول (Guide Lines) وہ حدود و قیود پوری طرح واضح ہونی چاہئیں جن کے اندر رہ کر اس شخص کو کام کرنا ہے' یہ جتنی کم ہوں اچھا ہے لیکن کسی شخص کو بالکل کھلا چھوڑ دینا بھی مناسب نہیں ہوتا لہٰذا جو بہت ہی ناگزیر باتیں ہیں وہ صاف صاف معلوم ہونی چاہئیں۔ اگر آپ کو اندازہ ہے کہ یہ شخص کہاں کہاں غلطی کر سکتا ہے تو اسے آگاہ کرنے میں حرج نہیں البتہ یہ بات اس شخص پر چھوڑ دینی چاہئے کہ وہ کیسے یہ کام سرانجام دیتا ہے۔

۳) وسائل (Resources) : مطلوبہ نتائج تک رسائی حاصل کرنے کے لئے اسے کیا کیا سہولتیں اور وسائل میسر ہوں گے ان کی نشاندہی ہونا ضروری ہے۔

۴) احتساب (Accountability) : وہ معیار پہلے سے مقرر کر دیں جس پر آپ اس شخص کی کارکردگی کا تعین کرنا چاہتے ہیں۔

۵) اثرات (consequences) : کارکردگی کی جانچ پڑتال کے نتیجے میں جو بھی اچھے یا بُرے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں وہ پہلے سے طے ہونے چاہئیں مثلاً کسی انعام یا حوصلہ افزائی کے علاوہ ایسے قدرتی اثرات جو آپ کے مجموعی مشن پر پڑ سکتے ہیں۔

دعائے صحت کی درخواست

سید نجم الرحمان رفیق تنظیم اسلامی اسرہ گونڈی ضلع دیر کے بڑے بھائی سید سیف الرحمٰن حادثاتی فائرنگ میں زخمی ہو گئے ہیں۔ رفقاء تنظیم اسلامی و احباب سے درخواست ہے کہ صحت کی درخواست ہے۔

بقیہ : مکالمہ

جبکہ فلسطینی اتھارٹی یہ غاصبانہ قبضہ ختم کرنے میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ قابضین کے خلاف جدوجہد کو ہر لحاظ سے ایک قانونی جدوجہد تسلیم کیا گیا ہے۔

☆ حماس یاسر عرفات کی فلسطینی اتھارٹی کو ایک دو سال کی مہلت کیوں نہیں دے دیتی؟

○ ہم نے اوسلو کے معاہدے پر دستخط نہیں کئے۔ ہم کسی صورت میں اس کا حصہ یا فریق نہیں ہیں۔ اوسلو معاہدہ ایک مردہ بچے کی پیدائش ہے اور آپ ایک مردہ لاش کو مہلت دینے کی بات نہیں کر سکتے۔ ایسی لاش کیلئے صرف ایک ہی راستہ ہے کہ اسے دفن کر دیجئے۔

☆ پھر متبادل کیا ہے؟

○ فلسطینی اتھارٹی نے ایک فاش غلطی کی تھی۔ اس لئے آج اسے ایک ناقابل رشک صورتحال کا سامنا ہے۔ اوسلو کو ختم کرنے اور فلسطین کے مشن کی طرف پلٹ آنے کے سوا کوئی متبادل نہیں ہے۔

☆ آپ کی رہائی کے بعد سے فلسطینی اتھارٹی آپ کو نظرانداز کر رہی ہے؟

○ ہمیں جو کچھ کہنا ہے وہ ہم کہہ رہے ہیں۔

☆ حماس کا قومی پروگرام کیا ہے؟

○ حماس کو معاشرتی' تعلیمی اور دوسرے اداروں پر استوار کیا گیا ہے۔ خود فلسطینی اتھارٹی میں کام کرنے والے اسلامی ذہن کے لوگ مستقبل کی تعمیر میں حصہ لے رہے ہیں' اگرچہ فلسطینی اتھارٹی کی طرف سے ہمارے لئے رکاوٹیں ہیں۔

☆ حماس کے سیاسی اور فوجی بازوؤں کے درمیان علیحدگی اور دوری کی بات کہی جاتی ہے' کیا یہ صحیح ہے؟

○ یہ صحیح نہیں ہے۔ فوج میں ہمارے بھائیوں کو معلوم ہے کہ ہمارے سیاسی نقطۂ نظر میں کوئی ابہام نہیں ہے۔

☆ کیا حماس ایک خفیہ تنظیم کی حیثیت سے ہی کام کرے گی؟

○ حماس ایک معروف پیکار تنظیم ہے اور جہاد میں رازداری ہوتی ہی ہے۔

☆ کیا آپ یاسر عرفات کیلئے کوئی پیغام رکھتے ہیں؟

○ اپنے اندازوں اور اپنے حساب پر نظرثانی کرو۔

ہمارا مطالبہ ہماری اپیل
دستورِ خلافت کی تکمیل

اسلامی ممالک اقوام متحدہ سے علیحدگی اختیار کرنے کا اعلان کریں

افغانستان اور سوڈان پر امریکی حملہ کھلی دہشت گردی کے مترادف ہے

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کا امریکی جارحیت کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

رپورٹ : نعیم اختر عدنان

خلافت عثمانیہ کے سقوط کے بعد دنیا کے اجتماعی معاملات کی گرفت امت مسلمہ کے ہاتھوں سے نکل گئی۔ چنانچہ وہ دن اور آج کا دن پوری ملت اسلامیہ "ہر چند کہیں ہے کہ نہیں ہے" کا مصداق بن چکی ہے۔ اور یہ سب کچھ ہر قسم کے مادی وسائل کے باوجود ہو رہا ہے۔ آج سے چند سال پہلے تک دنیا "نِصْفٌ لِیْ وَنِصْفٌ لَکَ هٰذَا قَوْمٌ جَاهِلُوْنَ" کے اصول کے تحت دو سپر طاقتوں کی چراگاہ کی حیثیت سے منقسم تھی۔ کچھ ممالک امریکہ کے حاشیہ بردار تھے اور بعض کمیونسٹ روس کے آلۂ کار۔ مسلم دنیا بھی انہی دو روایتی متحارب کیمپوں میں بٹی ہوئی تھی۔ عظیم سوویت یونین نے جب افغانستان کے ذریعے گرم پانیوں تک رسائی حاصل کرنے کے لئے اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کا آغاز کیا تو پوری دنیا میں ہلچل مچ گئی۔ امریکہ نے روس کو افغانستان تک محدود کرنے کے لئے پاکستان پر اپنی نگاہ التفات ڈالی اور یوں امریکہ بالواسطہ طور پر اس کے مقابلہ پر آگیا۔ افغان قوم کی جرأت ایمانی اور امریکی ڈالر اور جدید اسلحہ کے "سر تال" سے افغانستان کی سرزمین روس کے لئے "کمبل" کی حیثیت اختیار کر گئی۔ امریکہ سمیت تمام مغربی اقوام نے افغان جہاد کو اپنی خارجہ پالیسی کا کارنر سٹون بنالیا۔ افغان جہاد کے ذریعے نہ صرف روس کو ذلت آمیز فوجی شکست کا سامنا کرنا پڑا بلکہ اس جہاد کے نتیجے میں دنیا کی اس سپرپاور کا دھڑن تختہ بھی ہو گیا۔ افغان جہاد کی برکت سے نہ صرف روس کی مقبوضہ وسط ایشیائی ریاستوں کو آزادی کا پروانہ مل گیا بلکہ جہاد افغانستان میں دی گئی لاکھوں قربانیاں رنگ لائیں اور آخر کار ماضی کا کمیونسٹ افغانستان، طالبان کی تحریک کے ذریعے "اسلامی امارت افغانستان" کے قالب میں ڈھل گیا۔ افغانستان کی یہ نئی "ترکیب" امریکہ بہادر کو کیونکر گوارا ہو سکتی تھی، لہٰذا دنیا کے واحد "کسٹوڈین" کی حیثیت سے امریکہ نے کمیونسٹ روس کے بعد اسلام کو اپنی "توجہات" کا نقطۂ ماسکہ بنا لیا۔ ایران کا اسلامی انقلاب ہو کہ سوڈان کی اسلامی حکومت، پاکستان کی ایٹمی صلاحیت ہو کہ افغانستان میں ریاست و حکومت سمیت ہر شعبہ زندگی میں اللہ کی حاکمیت کا عملاً قیام، یہ سب کچھ امریکہ کی بے چینی کے لئے کافی تھا۔ امریکہ کی یہ بے چینی اس وقت مزید شدت اختیار کر جاتی ہے جب اس میں نیو ورلڈ آرڈر کے پس پردہ کار فرما یہودی قوت کے مد مقابل آنے کا پورا خدشہ اور اندیشہ بھی موجود ہو! چنانچہ امریکہ نے اپنے نیو ورلڈ آرڈر کے راستے میں حائل و مزاحم سوڈان اور افغانستان کو نکیل ڈالنے کے لئے اقوام متحدہ جیسے عالمی ادارے سمیت تمام بین الاقوامی اصولوں اور ضابطوں کو بالائے طاق رکھ کر حملہ کر دیا۔

دنیا کی انصاف پسند اقوام سمیت پوری اسلامی دنیا امریکہ کی اس دہشت گردی کے خلاف سراپا احتجاج بن گئی۔ افغانستان پاکستان کا قریبی ہمسایہ ملک ہی نہیں بلکہ دونوں ممالک کے عوام کے درمیان اسلام کا گہرا رشتہ بھی استوار ہے۔ لہٰذا پاکستان میں امریکی جارحیت پر ہر طبقۂ فکر کی طرف سے صدائے احتجاج بلند ہو رہی ہے۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی طرف سے اسلام کے عالمی غلبہ کے حوالے سے پاکستان اور افغانستان کے خصوصی کردار کا تذکرہ سے ہر باشعور پاکستانی بخوبی آگاہ ہے۔ لہٰذا فطری طور پر تنظیم اسلامی کے رفقاء و احباب کو اسلامی امارت افغانستان کی سرزمین سے خصوصی دلچسپی ہے چنانچہ افغانستان اور سوڈان پر امریکی دہشت گردی کی مذمت کے لئے تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی لاہور کے رفقاء نے ۲۴/ اگست کو دوپہر دو بجے امریکن سنٹر لاہور سے فیصل چوک تک احتجاجی مظاہرہ کیا۔ اسی احتجاجی مظاہرہ کی قیادت تنظیم اسلامی کے ناظم اعلیٰ جناب عبدالرزاق اور نائب امیر حلقہ لاہور جناب فیاض حکیم نے کی۔ تنظیم اسلامی کے رفقاء نے حسب دستور منظم اور باوقار انداز میں رائے عامہ تک اپنا احتجاج پہنچانے کے لئے ٹی بورڈز اور بینرز پر درج عبارات سے کام لیا۔ وقفے وقفے سے مظاہرین امریکی جارحیت کا شکار ہونے والے برادر اسلامی ممالک سے دلی ہمدردی اور اخوت باہمی کا بھی اظہار کرتے رہے اور انسانی حقوق کے علمبردار کی دہشت گردی کی مذمت

(باقی صفحہ ۱۵)

حلقہ پنجاب شرقی کے زیر اہتمام' تربیتی پروگرام برائے نقباء

نبی اکرمؐ کی ایک حدیث مبارکہ کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ سود کے غبار سے بچنا ممکن نہ ہو گا یعنی معاشرے میں سود اس طرح عام ہو جائے گا' رچ بس جائے گا اور اتنی زیادہ صورتوں میں رواج پا جائے گا کہ اس کے اثرات سے بچنا محال ہو گا۔ اگر فضا میں ہر طرف گرد و غبار چھایا ہوا ہو تو کوئی شخص اگرچہ ناک پر رومال رکھ لے پھر بھی کچھ نہ کچھ غبار اس کے اندر چلا ہی جائے گا۔

جس طرح سود بہت سے بھیس بدل کر معاشرے میں عام ہو چکا ہے اور رچ بس گیا ہے' اسی طرح دین کا محدود اور جامد تصور بھی عام مسلمانوں کے طرز زندگی کا لازمہ بن چکا ہے اور صدیوں کے تعامل کے نتیجے میں مسلمانوں کی اکثریت کی نفسیات کا حصہ بن چکا ہے۔ یہ محدود اور جامد تصور کچھ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی نام ہے نماز' روزہ' زکوۃ اور حج کا یا اس سے زائد کچھ تسبیحات کا۔ کسی مسلمان میں اگر کوئی جذبہ بیدار ہو تو وہ انہیں افعال کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ان سے بڑھ کر دین کی دعوت دوسروں کو دینا ایک اضافی کام ہے جو کہ عام مسلمان کے کرنے کا ہے ہی نہیں بلکہ یہ کام علماء کرام کی ذمہ داری ہے۔ اقامت دین کے لئے جدوجہد کرنے کا تو تصور ہی سرے سے موجود نہیں ہے کہ یہ بھی کرنے کا کام ہے۔

دین کا یہ جامد اور محدود تصور بھی سود کی مانند معاشرے میں گرد و غبار کی طرح پھیلا ہوا ہے بلکہ چھایا ہوا ہے اور معاشرے کے تمام افراد درجہ بدرجہ اس سے متاثر ہیں۔ حتیٰ کہ وہ جماعتیں بھی جو کہ دین کے محدود اور جامد تصور کے مقابل ایک جامع اور متحرک تصور کو سامنے رکھ کر غلبۂ دین کے لئے جدوجہد کر رہی ہیں' تجربہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ان کے رفقاء و ارکان بھی اس جامد اور محدود تصور کے اثرات سے بالکلیہ بچے ہوئے نہیں ہیں۔ ماسوائے ان کے جو کہ اپنے آئینہ قلب و ذہن کو ہر وقت صاف کرتے رہتے ہیں۔ لیکن جیسے ہی کوئی شخص اس کی صفائی سے غافل ہوتا ہے فضا میں موجود گرد و غبار اس کے آئینہ قلب و ذہن پر ایک ہلکی سی تہہ جما دیتا ہے۔ پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ تہہ دبیز سے دبیز تر ہوتی جاتی ہے' اِلا یہ کہ اسے پھر سے صاف نہ کر دیا جائے۔ فضا میں گرد و غبار کی موجودگی میں اپنے آئینہ قلب و ذہن کی صفائی کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ اپنے جامع اور متحرک تصور دین پر آدمی اپنی وسعت کی حد تک خود کاربند رہے اور اس کی بھرپور اور مسلسل دعوت دوسروں کو دعوت دیتا رہے ؎

عشق خود ایک سیل ہے' سیل کو لیتا ہے تھام

اسی جامع اور متحرک تصور دین کو تازہ رکھنے میں رفقاء کی مدد کرنے کے لئے تنظیم اسلامی وقتاً فوقتاً مختلف پروگرام ترتیب دیتی رہتی ہے۔ تنظیم اسلامی کے انتظامی ڈھانچے میں نقیب کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی سی ہے۔ عام رفقاء کی ذہنی و فکری اور عملی تربیت کی اصل جگہ اُسرہ کی میٹنگ ہے جسے نقیب conduct کرتا ہے۔ تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی نے یہ طے کیا کہ دین کے محدود اور جامد تصور کے مقابلے میں جامع اور متحرک تصور کو نقباء کی سطح پر واضح کرنے اور اسے حرز جان بنانے کے عمل کو ایک لائحہ عمل کی صورت میں شائع کیا جائے۔

اس سلسلے میں نقباء کا نصف روزہ تربیتی پروگرام ۱۶/ اگست ۹۸ء کو قرآن اکیڈمی لاہور میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں امیر حلقہ پنجاب شرقی جناب ڈاکٹر عبدالخالق نے معتمد کے فرائض انجام دیئے۔ پروگرام کا آغاز میں شرکاء کو بتایا گیا کہ اس پروگرام کے انعقاد کے دو مقاصد ہیں ایک یہ کہ نقباء کو ترغیب دی جائے کہ وہ اُسرہ جات کو بہتر سے بہتر انداز میں چلا سکیں اور انہیں اُسرہ جات کو بہتر انداز میں چلانے کی رہنمائی کی جائے۔

بعد ازاں بانی ندائے خلافت اقتدار احمد مرحوم و مغفور کے فرزند ارجمند جناب رشید ارشد نے تنظیم اسلامی کے بنیادی فکر کے اجزاء ترکیبی میں سے ایک یعنی "فرائض دینی کے جامع تصور" کی سلائیڈز کی مدد سے اپنے ناصحانہ انداز میں شرکاء کو تذکیر کروائی۔ اُن کی زبان اور اعضاء و جوارح سے یہ بات واضح طور پر عیاں ہو رہی تھی کہ وہ دل کی گہرائیوں سے اس بات کی تمنا رکھتے ہیں کہ اس تصور کا نقش شرکاء کے قلب و ذہن پر مزید گہرا ہو۔ اسی گہرائی میں اس کے fossilized ہونے کی شرط پنہاں ہے۔ اس تذکیری لیکچر کے بعد شرکاء میں ایک سوالنامہ تقسیم کیا گیا جسے شرکاء نے پُر کر کے واپس کر دیا۔ اس سوال نامے کی مدد سے یہ اندازہ لگایا جائے گا کہ رشید ارشد اپنے خیالات کو شرکاء تک پہنچانے میں کس حد تک کامیاب رہے۔

پھر چار نامزد نقباء جناب عبدالرزاق' جناب عامر جاوید' جناب فیاض اختر میاں اور جناب شوکت عبدالرؤف نے "فرائض دینی کا جامع تصور" میں سے ایک ایک عنوان کو بیان کیا۔

امیر حلقہ جناب ڈاکٹر عبدالخالق نے کہا کہ دنیاوی اداروں سے افراد کا معاش وابستہ ہوتا ہے لہٰذا وہ مالی منفعت' ترقی اور شہرت وغیرہ کے حصول کے لئے ان اداروں میں جان مار کر محنت کرتے ہیں۔ جبکہ دینی اداروں سے عموماً کوئی فوری منفعت وابستہ نہیں ہوتی لہٰذا ان میں انسان عموماً کسی ذمہ داری کے قبول کرنے سے گریز کرتا ہے حالانکہ اگر دیکھا جائے تو کسی ذمہ داری کو نبھانے کے ضمن میں احساس ذمہ داری کے علاوہ آخرت کمانے کے زیادہ بہتر مواقع بھی میسر آ جاتے ہیں۔ جن چند افراد کو آپ کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ اب اگر آپ کی محنت سے اللہ تعالیٰ ان افراد کے سیرت و کردار کو بہتر فرما دیتا ہے تو ان کے نیک اعمال کا ان کو تو اجر و ثواب ملے گا' آپ کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اے علی رضی اللہ عنہ اگر آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کسی ایک فرد کو بھی ہدایت دے دے تو یہ سرخ اونٹوں سے بھری وادی سے بہتر ہے۔

ڈاکٹر عبدالخالق نے کہا کہ نقباء عموماً یہ شکایت کرتے ہیں کہ انہیں اُسرہ کے معاملات چلانے کے لئے درکار وقت نہیں ملتا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ہر شخص کے پاس چوبیس گھنٹے ہی ہوتے ہیں۔ آپ کو ان چوبیس گھنٹوں میں سے ہی وقت نکالنا ہو گا۔ اگر دیکھا جائے تو جس شخص میں احساس فرض جتنا گہرا ہو گا اس کے لئے وقت نکالنا اتنا ہی آسان تر ہو گا۔ آخرت میں یہ سوال بھی ہو گا کہ کس نے کس بات کو مقدم رکھا اور کس بات کو موخر کیا ﴿یُنَبَّؤُا الۡاِنۡسَانُ یَوۡمَئِذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ﴾۔ اگر آپ اس کے تحت اپنی ترجیحات کا نئے سرے سے تعین کریں تو وقت نکالنا آسان ہو جائے گا۔ شیطان' علائق دنیاوی اور انسان کی نفسانی خواہشات انسان کو چت کر دیتے ہیں' اگر انسان ہر وقت چوکس و چوکنا رہے تو چت ہونے سے بچا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے بات کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ ایک تیر بہدف نسخہ یہ ہے کہ آپ رات کو جلد سو جائیں اور پھر صبح فجر کے بعد کے وقت کو اُسرہ کے رفقاء سے ملاقات کے لئے استعمال کریں۔ اگر ایک اُسرہ کے تمام رفقاء نماز فجر کسی ایک ہی مسجد میں ادا کرنے کا اہتمام کر لیں اور نماز فجر کے بعد دس پندرہ منٹ کے لئے اکٹھے بیٹھ جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ آپ کے اُسرہ کی فعالیت میں نمایاں اضافہ ہو جائے گا۔

شرکاء کی چائے اور دیگر لوازمات سے تواضع کی گئی۔ وقفہ کے بعد نامزد نقباء کو پہلے سے طے شدہ موضوعات پر اظہار خیال کا موقع دیا گیا کہ وہ اپنے اُسرہ کو کیسے چلا رہے ہیں۔ نیز ان کے اُسرہ کی کوئی ایسی خصوصی کارکردگی جسے وہ فخریہ پیش کر سکیں اور یہ کہ اگر انہیں اُسرہ کو چلانے میں مشکلات درپیش ہیں تو ان کا ذکر بھی کریں۔ جن نقباء نے اظہار خیال کیا ان میں جناب آفتاب الرحمٰن' جناب نثار احمد خان' جناب سہیل خورشید' جناب بابر علی' جناب وسیم احمد' جناب ڈاکٹر اقبال حسین' جناب عبداللہ اعوان' جناب صفدر بیگ اور جناب عبدالرزاق۔

نقباء کے اظہار خیال کے بعد امیر حلقہ ڈاکٹر عبدالخالق نے نقیب اُسرہ کی اپنے رفقاء سے انفرادی ملاقات اور ان کی علمی و عملی تربیت کی اہمیت کو واضح کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ وہ خود اور نائب امیر جناب پروفیسر فیاض حکیم دونوں مقامی افراد سے مل کر اُنکے مطابق فکری و عملی رہنمائی کریں گے۔ پھر مقامی امراء اپنے اپنے نقباء کی ذہنی سطح کے مطابق ان کے معروضی حالات کو سامنے رکھ کر اس کے مطابق اُنکی راہنمائی کریں گے اور پھر نقباء اپنے رفقاء کی رہنمائی و تربیت کریں گے۔

امیر حلقہ ڈاکٹر عبدالخالق نے مزید کہا کہ نظام العمل میں دی گئی نقباء کی ذمہ داریوں کو خالصتاً قانونی انداز میں سرانجام دینے سے پرہیز کرنا چاہئے بلکہ ان ذمہ داریوں کو رفقاء سے ذاتی تعلق پیدا کر کے سرانجام دینا چاہئے جس میں قانونی پہلو کم سے کم ہوں۔ رفقاء کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے دوران اگر کوئی کمی کوتاہی سامنے آئے تو عمومی انداز میں توجہ دلائی جائے جبکہ ذاتی کمی کوتاہی کی طرف توجہ انفرادی ملاقات میں دلائی جائے۔

اُسرہ کی میٹنگ میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے انہوں نے یہ ہدایت بھی کر دی کہ ہر رفیق کو اس کی دلچسپی کے مطابق الگ الگ اہداف دیئے جائیں پھر دوران ہفتہ دیئے گئے اہداف پر محنت کرنے کے بارے میں پوچھتے رہیں اس لئے کہ اگر کوئی رفیق دیئے گئے ہدف پر محنت نہیں کر سکا تو اس بات کا اندیشہ رہے گا کہ وہ اگلی میٹنگ میں شریک نہ ہو۔ جبکہ اگر کسی رفیق نے دیئے گئے ہدف پر محنت کی ہو گی تو اگلی میٹنگ میں وہ سب سے پہلے حاضر ہو گا۔ تربیت گاہ کے اختتام پر تمام شرکاء سے ایک سوالنامہ بھروایا گیا تاکہ یہ اندازہ لگایا جا سکے کہ پروگرام اپنے مقاصد کے اعتبار سے کس قدر مفید رہا۔ یہ سوالنامہ آئندہ پروگراموں میں مزید بہتری پیدا کرنے کے لئے رہنمائی فراہم کرے گا۔ (رپورٹ: محمد راشد)

تنظیم اسلامی فیصل آباد غربی

کا دو روزہ پروگرام

رفقاء تنظیم اسلامی فیصل آباد غربی کے زیر اہتمام منعقدہ پروگرام میں فجر کے بعد راقم نے صادق مارکیٹ مسجد عمرؓ میں درس قرآن دیا۔ بعد ازاں حافظ محمد ارشد نے تجوید کی کلاس لی۔ ناشتے کے بعد رفقاء نے ایوب کالونی جھنگ روڈ میں فیض رسول صاحب کی رہنمائی میں احباب سے خصوصی ملاقاتیں کیں۔ بعد نماز عصر حکیم محمد سعید نے مدرسۃ القرآن واقع ایوب کالونی میں "دینی فرائض کا جامع تصور" کے موضوع پر خطاب کیا۔ جس میں ۶۰ احباب نے شرکت کی۔ نماز عصر کے بعد ایک اور پروگرام میں ڈاکٹر عبدالسمیع نے "مدرسہ اشاعت العلوم" میں خطاب کیا جسے ۲۰۰ سے زائد احباب نے سنا۔ دوسرے دن صبح نماز فجر کے بعد محمد اقبال نے مسجد عمرؓ میں سورۃ العصر کے حوالہ سے درس قرآن دیا۔ جبکہ حکیم محمد سعید نے "نبیؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں" کے عنوان پر خطاب کیا۔ بعد ازاں رفقاء نے امیر حلقہ محمد رشید عمر کی نگرانی میں اس کتاب کا اجتماعی مطالعہ کیا۔ دوسرے روز پھر ایوب کالونی جھنگ روڈ میں دو ٹیموں کی صورت میں خصوصی ملاقاتیں کی گئیں۔ ایک ٹیم کی راہنمائی مدرسہ کے قاری صاحب نے کی جب کہ دوسری ٹیم کی راہنمائی کے فرائض فیض رسول صاحب نے ادا کئے۔ قاری صاحب کا تبلیغی جماعت سے کافی گہرا تعلق ہے جب کہ فیض رسول صاحب بھی کچھ عرصہ تبلیغی جماعت سے وابستہ رہ چکے ہیں۔ جن احباب سے ملاقاتیں کی گئیں ان کی اکثریت تبلیغی جماعت سے وابستہ ہے۔ نماز ظہر اور کھانے کے بعد تربیتی پروگرام بھی ہوا۔ نماز مغرب کے بعد رفقاء نے دو روزہ پروگرام کا ہمہ پہلو جائزہ لیا اور اس میں ممکنہ کوتاہیوں کی طرف نشان دہی کی۔ میاں محمد اسلم فیصل آباد غربی کے امیر کی دعا پر یہ پروگرام ختم ہو گیا۔

(رپورٹ : محمد نعمان اصغر)

اسرہ تیمر گرہ کا ایک روزہ پروگرام

رفقاء اسرہ تیمر گرہ کے زیر اہتمام ۸ اگست کو ایک روزہ پروگرام سیرئی میں منعقد کیا گیا۔ نماز عصر سے پہلے مقررہ مسجد میں نقیب اسرہ محمد فہیم کے علاوہ شاکر اللہ' عزیز الحق' محمد ایاز اور راقم شریک پروگرام ہوئے جبکہ ناظم مالاکنڈ ڈویژن مولانا حقانی بھی خصوصی طور پر اس پروگرام کے لئے آئے تھے۔ پروگرام کا آغاز مولانا حقانی نے قرآن مجید کی حقیقت کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ مولانا نے کہا کہ قرآن مجید ۲۳ سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا۔ اس کا مقصد نزول اسے چہار دانگ عالم میں پھیلانا اور نظام حق کا غلبہ ہے لیکن افسوس کہ آبادی کے بڑے حصے نے قرآن کو حصول ثواب اور ایصال ثواب کا ایک ذریعہ سمجھ رکھا ہے۔ امت مسلمہ قرآن مجید کو پس پشت ڈالنے کی وجہ سے "اور تم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر" کا نقشہ پیش کر رہی ہے۔ نماز عصر کے بعد محلے اور بازار میں باقاعدہ گشت میں مقامی حضرات سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ان میں اکثر حضرات مسجد تشریف لائے اور "فرائض دینی کا جامع تصور" کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے مولانا نے کہا کہ ہمارا دین چند عبادات تک محدود نہیں۔ بے شک نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ کا ہمارے دین میں ایک اہم مقام ہے لیکن انہیں کل دین سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ یہ وہ بنیادی ستون ہیں جس پر اسلام کی عظیم عمارت کھڑی ہے۔ بعد از نماز عشاء نقیب اسرہ محمد فہیم صاحب نے بیعت اور جماعت کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ جماعت کے بغیر زندگی گزارنا پسندیدہ نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا "عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ" تم پر جماعت فرض ہے۔ اسی طرح حضرت عمر ؓ کا بھی ایک قول ہے "لَا اِسْلَامَ اِلَّا بِالْجَمَاعَةِ" یعنی جماعت کے بغیر اسلام کا تصور ہی نہیں ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس جماعت کے لئے بیعت ناگزیر ہے۔ اگلے روز بعد نماز فجر درس قرآن کی ذمہ داری مولانا غلام اللہ حقانی نے ادا کی۔ ۸ تا ۱۱ بجے تک کا وقت رفقاء کی تربیت کے لئے مختص تھا۔ تمام رفقاء نے کھل کر اپنی اپنی پسند کے موضوع پر بات کی۔ اسی دوران "نشاۃ ثانیہ کرنے کا اصل کام" اور "نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں" نامی کتابچوں کا اجتماعی مطالعہ کیا گیا۔ محمد فہیم صاحب نے "اسلام اور پاکستان" کے موضوع پر ہر رفیق کو گفتگو کی دعوت دی۔ مجموعی خلاصہ اور حاصل کلام یہ رہا کہ پاکستان میں ۵۱ سال گزرنے کے بعد بھی اسلام کو مکمل اور غیر مشروط بالادستی حاصل نہیں۔ آزادی کے ۲۵ سال بعد اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پر ۷۱ء میں عذاب کا ایک کوڑا ہمارے سروں پر برسایا اور ملک دولخت ہو گیا۔ دوسرے ۲۵ سال بھی کب کے پورے ہو چکے ہیں لیکن ہم خواب غفلت سے بیدار نہیں ہو رہے۔ نماز ظہر کے بعد محمد فہیم صاحب نے حقیقت انسان کے موضوع پر گفتگو کی۔

نماز عصر کے بعد پروگرام کی آخری نشست میں مولانا حقانی نے "منہج انقلاب نبویؐ" پر بحث کی۔ مولانا نے کہا کہ ہمارے لئے نمونہ اور ماڈل محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہے۔ لہٰذا آپؐ نے دین کو غالب کرنے کے لئے جو طریقہ اختیار کیا تھا وہی ہمیں بھی اختیار کرنا ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کی راہ میں ایک رکاوٹ یہ بھی ہے کہ ہم نے وہ طریقہ ترک کر دیا ہے جو آپؐ نے بتایا تھا۔ مغرب سے درآمد شدہ طریقوں پر اسلام کبھی نہیں آسکتا اور نہ ہی ٹھنڈی ٹھنڈی وعظ و نصیحت سے یہ کام ہو سکتا ہے۔ (رپورٹ : وارث شاہ)

امیر حلقہ پنجاب شرقی کا دورۂ جمبر

۴/ اگست ۹۸ء کو امیر حلقہ پنجاب شرقی ڈاکٹر عبدالخالق نے جمبر ضلع قصور کا دورہ کیا۔ نقیب اسرہ جمبر جناب محمد الیاس خان اور جناب عبدالرحیم سے ملاقات ہوئی۔ بعد نماز مغرب امیر حلقہ نے سورۃ العصر کے حوالہ سے درس قرآن دیا۔

بقیہ : روداد مظاہرہ

بھی کرتے رہے۔ قومی پریس سے وابستہ فوٹو گرافرز اور رپورٹروں کا جم غفیر تنظیم اسلامی کے مظاہرہ کی کوریج کے لئے موجود تھا۔ فیصل چوک میں مظاہرہ کے اختتام سے قبل ناظم اعلیٰ جناب عبدالرزاق اور نائب امیر حلقہ لاہور پروفیسر فیاض حکیم نے رفقاء و احباب سے خطاب بھی کیا۔ دعا کے بعد یہ احتجاجی مظاہرہ بخیر و عافیت ختم ہو گیا۔ ان تقاریر کا خلاصہ پریس ریلیز کی صورت میں کچھ یوں ہے :

"تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے زیر اہتمام افغانستان اور سوڈان پر امریکی جارحیت کے خلاف امریکن سنٹر لاہور سے فیصل چوک تک احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرہ کی قیادت تنظیم اسلامی کے ناظم اعلیٰ عبدالرزاق اور نائب امیر حلقہ پروفیسر فیاض حکیم نے کی۔ مقررین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ممکنہ امریکی جارحیت کا مقابلہ کرنے کے لئے پاکستان اور افغانستان کے مابین کنفیڈریشن قائم کر کے دفاعی معاہدہ کیا جائے۔ تنظیم اسلامی کے ناظم اعلیٰ عبدالرزاق نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ اسلامی ممالک اقوام متحدہ سے علیحدگی اختیار کر کے مشترکہ اسلامی فوج قائم کریں تاکہ دنیا بھر میں امریکی نیو ورلڈ آرڈر کا مقابلہ کیا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت دو آزاد و خود مختار اسلامی ممالک پر کھلی دہشت گردی کے خلاف اور پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی پر امریکہ سے احتجاج کر کے قومی جذبات کی ترجمانی کرے۔ تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے امیر نے کہا کہ امریکہ عالمی بدمعاش کا روپ دھار کر امت مسلمہ کے خلاف ننگی جارحیت کا ارتکاب کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے غیور مسلمان افغانستان پر امریکی جارحیت کو پاکستان پر حملہ کے مترادف سمجھتے ہیں۔ پروفیسر فیاض حکیم نے اقوام متحدہ پر کڑی تنقید کرتے ہوئے اسے مغربی طاقتوں کی لونڈی قرار دیا۔ مظاہرین نے پلے کارڈ اور بینرز اٹھا رکھے ہیں جن پر امریکہ عالمی بدمعاش' یہود و عیسائی گٹھ جوڑ مردہ باد' اسلامی ممالک اقوام متحدہ سے علیحدگی اختیار کر لیں۔ پاک افغان کنفیڈریشن قائم کی جائے' جیسے نعرے درج تھے"۔

دعائے صحت

امیر حلقہ سندھ و بلوچستان جناب محمد نسیم الدین مجلس عاملہ و مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کی غرض سے لاہور تشریف لائے تو اچانک انہیں ہارٹ اٹیک ہو گیا۔ الحمد للہ اب موصوف روبہ صحت ہو رہے ہیں' رفقاء و احباب سے ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۷، شمارہ ۳۳
سالانہ زرِ تعاون ۔/۱۷۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۰۳۔۵۸۶۹۵۰۱ (۰۴۲)

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

مسلم اُمہ ۔ خبروں کے آئینے میں (انتخاب: مرزا ندیم بیگ)

امریکہ سعودی ولی عہد شہزادہ عبداللہ کے پیچھے پڑ گیا

امریکی محکمہ خارجہ نے سعودی ولی عہد شہزادہ عبداللہ کو مستقبل میں عالم اسلام کے سب سے مقدس مقامات کی حامل مملکت کی حکمرانی سے روکنے کیلئے سازشیں شروع کر دی ہیں اور شہزادہ عبداللہ پر الزام عائد کیا ہے کہ وہ درپردہ اسامہ بن لادن کی مالی اور سیاسی امداد کر رہے ہیں۔ رپورٹ کہا گیا ہے کہ اسامہ بن لادن کی حمایت کے جرم میں شہزادہ عبداللہ کی ولی عہدی ختم کرانے کیلئے شاہ فہد پر دباؤ ڈالا جائے۔ امریکی محکمہ خارجہ کے ذرائع نے بتایا ہے کہ امریکی حکومت اسامہ بن لادن کو عالمی دہشت گرد قرار دینے کے زبردست پروپیگنڈے کی آڑ میں سعودی ولی عہد شہزادہ عبداللہ کو نشانہ بنانے پر غور کر رہی ہے۔ واضح رہے کہ شہزادہ عبداللہ انتہائی دیندار اور متقی مسلمان ہیں۔ وہ سعودی عرب اور عالم اسلام کے علماء اور دینی حلقوں میں نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور سعودی عرب میں امریکی فوجوں کی موجودگی کے بھی سخت خلاف ہیں۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ امریکی حکومت ان کے دینی رجحان اور اثر و رسوخ سے تشویش میں مبتلا ہے۔ شاہ فہد نے اپنی بیماری کے سبب امور سلطنت چلانے کیلئے اکثر اختیارات حال ہی میں شہزادہ عبداللہ کو منتقل کر دیئے ہیں۔ اس بات سے بھی امریکہ کو شدید تشویش ہے کہ شہزادہ عبداللہ کے بادشاہ بننے کی صورت میں سعودی عرب میں امریکی اثر اور مفادات شدید خطرے میں پڑ جائیں گے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ امریکی اسامہ کو ختم کرنا نہیں چاہیں گے بلکہ اسے زندہ گرفتار کرنے کے خواہش مند ہوں گے تاکہ زبردستی ایسے بیانات حاصل کئے جاسکیں، جو سعودی ولی عہد کے ساتھ اسامہ کے تعلقات کے اعتراف پر مبنی ہوں۔ امریکی اسامہ کے قریبی حلقوں سے ایسی دستاویزات، شواہد اور واقعات کی تفصیل حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، جنہیں سعودی ولی عہد کے خلاف استعمال کیا جاسکے۔ اس سلسلہ میں شہزادہ عبداللہ کے سٹاف اور قریبی ساتھیوں کو ٹٹولنے کے ساتھ سعودی اور عالم اسلام کے دینی حلقوں سے ان کے رابطوں کی نگرانی اور چھان بین بھی کی جا رہی ہے۔

قرآن پاک کا آسان ہندی میں ترجمہ کر لیا گیا

بھارت کے دو مسلمان علماء کرام مولانا فاروق خان اور ہندی ہفت روزہ میگزین کانتی کے ایڈیٹر محمد احمد نے قرآن پاک کا عام فہم ہندی زبان میں ترجمہ مکمل کر لیا ہے۔ ترجمہ کا ہندی نام پوتر قرآن ہے۔ مترجم حضرات کے مطابق ہندی ترجمے کا مقصد ایسے افراد کیلئے قرآنی تعلیمات میں سمجھنے میں آسانی پیدا کرنا ہے جو عربی اور اردو متن سے ناواقف ہیں اور بھارت میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد قرآن پاک کے حقیقی مفہوم سے استفادہ کر سکے گی۔ ترجمہ کتابی شکل میں ایک غیر سرکاری تنظیم مدھر سندیش سنگم کے زیر اہتمام شائع کیا گیا ہے۔ ۶۲۴ صفحات کا ہدیہ ۶۰ روپے مقرر کیا گیا ہے۔ ترجمہ کے آخر میں اخلاقیات، قانون، سچ بولنا، سیاست اور دیگر امور پر بھی آیات کے حوالے سے رہنمائی کی گئی ہے۔

سویڈن میں اسلامی تعلیمی ادارے بند کرنے کا فیصلہ

سویڈن کے وزیر اعظم گوران پیٹرسن نے ملک میں نسلی اور مذہبی امتیاز کے بڑھتے ہوئے رجحان پر قابو پانے کیلئے مسلمانوں کے تعلیمی ادارے بند کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ گزشتہ سال وزیر اعظم نے محکمہ تعلیم کو ملک میں نسلی اور مذہبی بنیادوں پر قائم تعلیمی اداروں کے متعلق ایک جامع رپورٹ مرتب کرنے کا حکم دیا تھا اور ان کا حالیہ فیصلہ بھی اسی رپورٹ کے نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔ اپنے فیصلے کی وضاحت کرتے ہوئے پیٹرسن نے کہا کہ مسلمان تعلیمی ادارے سویڈش معاشرے میں نسلی اور مذہبی تعصب پھیلانے کے باعث بن رہے ہیں، جبکہ ڈائریکٹر تعلیم نے وزیر اعظم کے اس فیصلے کو غلط اور مسلمانوں کے بچوں کے ساتھ زیادتی قرار دیا ہے۔ اس فیصلے سے سویڈن کے مسلمانوں میں خطرے کی گھنٹیاں بجنی شروع ہو گئی ہیں۔ جبکہ اسلامی تنظیموں نے بچوں کو سویڈش سکولوں میں تعلیم دلانے سے انکار کر دیا ہے۔ کیونکہ ان سکولوں میں ابتدائی جماعتوں سے ہی بچوں کو ویڈیو فلم کے ذریعے مکمل جنسی تعلیم دی جاتی ہے۔ مبصرین کے مطابق یہ تنازعہ کسی بڑے جھگڑے کی بنیاد بنتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کی افغان سفیر سے ملاقات

بٹ خیلہ (مالاکنڈ) کے سفر سے واپسی پر امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے ۲۴/ اگست کو اسلام آباد میں افغان سفیر مولوی سعید الرحمن صاحب سے ملاقات کی۔ اس ملاقات کے موقع پر امیر محترم کے ساتھ نائب امیر ڈاکٹر عبدالخالق، ناظم پنجاب شمالی شمس الحق اعوان، ناظم نشر و اشاعت حافظ عاکف سعید کے علاوہ جناب محمد اکرام کوشل بھی موجود تھے۔ امیر تنظیم نے طالبان کی اسلامی حکومت کے بارے میں نیک جذبات کا اظہار کرتے ہوئے شمالی افغانستان پر طالبان کی فتح پر بھی مبارکباد پیش کی اور طالبان کے امیر ملا عمر سے ملاقات کی خواہش کا اظہار بھی کیا۔ سفیر موصوف نے امیر تنظیم کی سفارت خانے میں آمد کو اپنے لئے باعث مسرت و سعادت قرار دیا اور اس معاملے میں ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا، اور طالبان کی حکومت کی حمایت پر تنظیم اسلامی اور اس کے امیر کا شکریہ بھی ادا کیا۔ ملاقات کے دوران افغانستان کی موجودہ صورتحال، بالخصوص حالیہ امریکی حملے کے نتیجے میں ہونے والے جانی نقصانات بھی زیر گفتگو آئے۔ افغان سفیر نے امیر تنظیم کو بتایا کہ ملا عمر نے اسامہ بن لادن کو جارحانہ بیانات دینے سے روک دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسامہ بن لادن کی حفاظت کے لئے ہم کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے، تاہم ان کا اپنے طور پر بیانات جاری کرنا غیر مناسب ہے۔ افغان سفیر مولوی سعید الرحمن سے امیر تنظیم کی یہ ملاقات ہمارے پشاور کے ساتھی مولانا عبدالحلیم افغانی کے توسط سے ہوئی۔ [illegible]